

U331

Date- 26-12-11

ite - MURAD SAADYANI

ector - Abu Al wafa Saadullah .

ulshan - ~~for~~ ^{for} Bazar Steam Press (Amritsar).

ette - 1917-

ages - 64

Subject - memoirs - Bairud ~~to~~ ^{its} magalib;

Islam - Perag - Ahmadiyat; Islam -

Farag - Saadyaniyat .

الحمد لله
 کتاب المصنفین
 کتاب المصنفین

مرغ قادیانی

جس میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت ہندو
 کے متعلق مختلف دلچسپ قابل دید مضامین درج ہیں۔
 جس کو

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرت سہری

مولف اور پیش کرنے
 بایں نام شیخ عبدالعزیز صاحب پرنٹر
 روضہ دارالاسلام برائے مولوی محمد حلال آباد لاہور
 کراچی

محل اشاعت دفتر اتحاد المحدثین امرت سہری۔
 قیمت ۱۲

ہفتہ وار اخبار افسانہ

امت مسلمہ

یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہی یعنی دین و دنیا کا مجموعہ ۲۲۱۸ کے
۱۲۱ بڑے صفحات پر ہفتہ وار ہر جمعہ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے جس میں ملکی
مذہبی اخلاقی اور تاریخی مضامین چھپنے کے علاوہ متفرق سوال و جواب
دینی فتاویٰ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں
اور ایک صفحات پر دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں غرض یہ
اخبار توحید سنت کا حامی شرک بدعت کا دشمن مخالفین کو سامنے
ڈال کا کام دینے والا۔ اور دنیا بھر کی تمام چیدہ چیدہ خبریں بتانیو والا
ہے۔ قیمت لائے چار روپے نمونہ کا پرچہ دو پیسے کا ٹکٹ آئیں پھر بھیجا جاتا
ہے۔

المستشرق

ابوالوفاء ثناء اللہ (مدنی نائل) مالک اخبار المحدث۔ امرتسر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

التماسِ شرب

پہلے مجھے دیکھئے

مرقع قادیا فی شہ ۱۹۰۶ء میں زبراؤیٹری مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری باپواری رسالہ کی صورت میں جاری ہوا تھا۔ جو مرزا صاحب کو انذغال کے بعد بند ہو گیا۔ اُس کے مضامین بہت دلچسپ ہوتے تھے۔ اس لئے مناسب جانا گیا کہ مرقع قادیا فی کے فائل سے بعض بعض زیادہ دلچسپ اور مفید مضامین رسالہ کی صورت میں شائع کئے جائیں۔ چنانچہ یہ رسالہ آپ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اسے قبول کر کے برکت فرما دے گا۔

خا
میلنجی دفتر الہدیت امرتسر

{ جلدی ۱۹۱۶ء }

{ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ م }



مرقع تاملانی

URDU STAC
196 C.P.

شماره ۴۴۴

ڈاکٹر ونی امیرکن کی موت پر نثر احیاء کی الہامیاتی

مرزا صاحب کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جس وقت وہ الہام شائع کرتے تھے اس وقت خود ان کو یہ خبر ملتی تھی کہ آئندہ کو کیا بیس آئیگا۔ اس لئے جیسا جیسا دفعہ پیش آتے تھے اُنکے چھانسا کرتے تھے۔

امریکہ کے ملک میں ایک شخص ڈاکٹر ڈووی تھا۔ جس نے بھی مرزا جی کی طرح نبوت کا دعوے کیا تھا۔ جس پر کرسٹن جی فادیا بی کو غصہ آیا کہ ابے میں۔ ایک ہم اور ایک تو نادار رکھ

لو آیا در خط سے
سم اور غیر دونوں یکجا ہم نہ ہونگے ہم ہونگے وہ نہ ہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے
مگر وہ کہو کوئی ایسا کہ وہ قاتل تھا کہ اُس نے کبھی پھر کبھی نہ دیکھا کہ سمیچے کون آتا
ہے۔ خدا کی شان قضاء الہی سے وہ فوت ہو گیا۔ بس پھر تو مرزا جی کی بن آئی
لگے وہ بھی اور اُن کے چیلے بھی بغلیں بجائے۔ چنانچہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ء کے
اخبار الحکم میں ایک مضمون نکلا جو یہ ہے :-

حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدق کھل گیا۔ اور کذاب و مضمری ڈوئی مر گیا
 فکرو اسے قومِ نشانہ اسے خداوندِ قدیر، چشمِ بکشا کہ بر چشمِ نشانہ نیست کب سیر

۱۰۔ مرقع قادیانی بابت جو دعائیہ کتاب ۱۹ صفحہ ۴۰ مرزا صاحب دہلوی نے سب انکسٹ کریکٹ میں یہ خطاب
ایسے لئے لکھ دیا تھا۔ فرمایا تھا کہ ہم ہندوؤں کے لئے کرشن میں۔ ایک کچھ سب انکسٹ ۱۹۳۳ء

امریکہ کے کذاب و منفردی ڈاکٹر جان الگزینڈر ڈوئی کے نام سے الحکم کے ناظرین اور انڈیا کی مغربی دنیا بخوبی واقف ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے الیاس اور عبدالنامہ کارمول ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بالآخر اُس نے مسلمان عالم کی ہلاکت کی پیشگوئی بڑے زور شور سے اپنے اخبار لیڈز آف ہیڈنگ میں کی تھی جبکہ حضرت محمد مصطفیٰ مسیح موعود و مرزا علیہ السلام نے سلسلہ غری کی تیسری سہ ماہی میں اُسکا ایک جواب انگریزی زبان میں بکثرت امریکہ میں شائع کیا تھا۔ اور ستمبر ۱۹۷۷ء کے اردو میگزین میں اُسکا ترجمہ دیا گیا تھا۔ اور اخبارات سلسلہ میں بھی اُسکا ذکر کیا گیا۔ اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائیگا۔

دیکھئے کس زور کی عبارت ہے۔ اور کس مضبوطی سے دعویٰ ہے۔ مگر ناظرین آگے چل کر جان لینگے کہ یہ مضبوطی نہیں بلکہ ڈبھٹائی ہے۔ خیر اس کے جواب میں نئے اخبار المجدد پشاور مورخہ ۲۹ مارچ میں ایک مضمون لکھا جو یہ ہے :-

کرشن قادیانی اور امریکن ڈوئی :- ہمارے مرزا صاحب قادیانی کی طرح امریکہ میں بھی ایک شخص ڈاکٹر ڈوئی تھا جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اب اُسکے مرنے کی خبر آئی ہے۔ جبہ قادیانی کرشن کی بارٹی مار سے خوشی کے آپے سے باہر ہو جاتی ہے کہ ہمارے کرشن کی پیشگوئی ثابت ہو گئی۔ اس لئے ہم ان بہادروں سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہنگامہ تمہارے کرشن جی قادیانی نے کب پیشگوئی کی تھی۔ اُس کی تاریخ معہ اصلی الفاظ کے ظاہر کرو۔ مگر یاد رکھنا مولوی اسماعیل مرحوم علی گڑھی اور مولوی نظام تنگہ قنبری کے معاملہ کی طرح اس کو بھی خود بخود نہ کرنا۔ بلکہ بہت جلد ہمارا مستقول جواب دینا۔ بدردار الحکم وغیرہ کے اڈیشنر انہیں کو کھانا حرام ہے جنہیں ہمارا کرشن جی کی اصل پیشگوئی سے تاریخ شائع نہ کرو۔

ناسیہ روئے شود ہرگز دروغش باشد

اس کو دیکھ کر افسوس کے اڈیشنر نے الحکم مورخہ ۱۹ مارچ میں جواب دیا جو یہ ہے :-

کیا نشانہ اللہ تعالیٰ کے لیے؟ | امرتسری مسکرملوی شہاراندہ امرتسری عجیب و غریب مذہبی
حرکات کرنے کا عادی ہے۔ اور اسکی چشم بینا ایسی بند ہے کہ وہ دیکھتا ہوا نہیں
دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا جب کہ کسی نشان پر اپنا ہاتھ ہے تو اپنے سلاطین منکروں کے
نقل قدم پر چلکر کہتا ہے مسخرہ مستحق۔ ڈاکٹر ڈوئی مفسری رسول کی موت کی پیشگوئی پر
ہوئے بدوہ نیچے کہتا ہے کہ نہیں کھانا اور اس ہے جینک۔ ہاتھ کرشن جی اہل پیشگوئی قرار
شائع نہ کروئے۔ اس سب سے کہہ دو کہ دروغش باشد۔ میں امرتسری ہتھکڑی قسم کی پروا
کرتا ہوں کہ اور دروغگو وانا بھانہ اش باہر سائید، پر تل کر رہنے کے لیے اسے اٹھ
۱۰۔ مارچ ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۱۳۱ اور ۱۳۲ کے پڑھنے کی تکلیف دیتا ہوں جہاں پیشگوئی
کے اصل الفاظ درج ہیں۔ اب اگر نشانہ اللہ تعالیٰ نہ ہے تو اسے تسلیم کیسے اور
اگر وہ خدا ہے تو ایسا پر ایمان رکھتا ہے تو سچائی سے اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور
تکذیب سے باز آئے۔ اڈمیٹر الحکم صفحہ ۱۵۔

اس جواب میں اڈمیٹر الحکم نے ہمارے جواب کے لئے ۱۰۔ مارچ کے حکم کا
حوالہ کافی سمجھا جس میں اس نے پیشگوئی کا خلاصہ یہ لکھا تھا کہ
”کاؤب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائیگا“

مگر ناظرین بانصاف غور کریں کہ ہم نے جو سوال کیا تھا وہ ڈوئی کے متعلق
اصل عبارت سے تھا نہ کہ اُسکے خلاصے کے متعلق۔ خلاصہ ہمارا تو اسی قسم کا ہوتا
اصل عبارت تو تھی کہ پندرہ ماہ کے اندر آتم مر جائیگا۔ مگر اسکو چھانٹتے چھانٹتے
آخر ایسا تسخیر کے چکر میں ڈالا کہ اُس کی اصلی اور نقلی صورت میں اس سے
زیادہ فرق معلوم ہوتا ہے جو بقاعدہ تسخیر باغمال انسان کو بدکرداری کی وجہ سے
انسانی شکل سے اٹکتے اور بیلے کی جون نصیب ہوتی ہے۔ مگر پھر شہاراندہ ڈیٹر مذکور
سمجھ گیا کہ ہمارے ہی پتھر کوئی ہنوی نہیں۔ اس لیے آتم اپنے مذکور کی طرح ہنوی
چالاکی سے اصل عبارت کو غلط کیا کہ اس کے خلاصہ کا حوالہ بتلایا۔ یہ خلاصہ یہی وہ جس کو
دیکھ کر سوال پیدا ہوا تھا۔

مرزائی پارٹی کا ایک اعلیٰ لیڈر جو کہ مرزائی تعلیم میں پھنسا ہوا ہے تاہم اس کے قلم سے کبھی کبھی سچ سچ نکلیا یا کرتا ہے یعنی قادیانی ریویو کا ایڈیٹر لکھتا ہے
 ”ہم نہیں کہتے کہ کوئی شخص بلا تحقیق حضرت مسیح موعود (مرزا) کی پیشگوئیوں کو آمنا و صدقنا کہہ دے۔ بلکہ ہم صرف انہیں اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حقیقت نظر سے غور کریں۔ اپریل ۱۹۵۷ء“

اس لئے ہم ”بد مذہب“ یا ”بد رسا“ نہ کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ اس کے لئے کو جس کتاب کا ایڈیٹر اس کم نے حوالہ دیا ہے۔ اسی سے اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔ مگر ان کی طرح خلاصہ نہیں بلکہ اصل مضمون لفظ بلفظ سناتے ہیں۔ تاہم یہ غور نہیں۔

مرزا صاحب رسالہ ریویو بابت ماہیت مسیح علیہ السلام میں صفحہ ۳۴ پر لکھتے ہیں۔

”میں مسلمان۔ سو ہم ڈوٹی صاحب کی خدمت میں بادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کہ وہ لوگ مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے۔ ایک پہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائیگا کہ آیا ڈوٹی کا خدا سچا خدا ہے۔ یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوٹی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار بتا رہے ہیں کہ مسیح کی نہ سنائیں۔ بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ دینا دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ پہلے مر جائے کیونکہ ڈوٹی مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اسکو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں۔ اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے۔ یا پھر کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھو۔ اور جب وہ اخبار شائع ہو کہ میرے پاس بیچہ لگی۔ تب میں ہی جواب اس کے ہی دعا کروں گا۔ اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دوں گا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوٹی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے ایک ماہ نکل آئے گی۔ مینے ایسی دعا رکھے کہ اسے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوٹی نے کی۔ اس حقیقت کو دیکھ کر غیور خدا سے

بچ جائے۔ سو مسیح کو نبی لکھا گیا کہ نہ ہمہ انجام آتھم صحت پر ایسی مسیح کو خوب گالیاں سنائی ہیں۔ مرزا اب تو ان دونوں مقابلوں کو دیکھ کر اندسے ڈر کر فیصلہ کرو۔

میرے اور یہ جو شہ پیدا کیا۔ اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں
ہوں۔ میں دی سیج موعود ہوں جسکا ڈوئی انتظار کر رہا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی
کہتا ہے کہ سیج موعود چھپیں برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا۔ اور میں بتا رہا ہوں
ہوں کہ وہ سیج پیدا ہو گیا۔ اور وہ میں ہی ہوں۔ خدا نشان زمین سے اور آسمان سے
میرے لئے ظاہر ہو چکے ایک لاکھ کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے تڑی کر رہی
ہے۔ ڈوئی کی موجودہ باتیں اپنے ثبوت ہیں کہنا ہے کہ بیٹے ہزار ہا بیمار توجہ سے بچھے ہوئے
ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ بیوں پھر اپنی لڑائی کو اچھا نہ کر سکا۔ اور وہ مر گئی۔
اور اب تک اسکے فراق میں روتا ہے۔ اور کہیں ہی اپنے اُس مرید کی عورت کو اچھا
نہ کر سکا جو چہن کر مر گئی۔ اور اس کی بیماری بڑھ گیا۔ مگر وہ گزر گئی۔ یاد رہے کہ میں
ملک کے صدراعظم لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور سلب امراض میں بہتوں کو
مشتق ہو جاتی ہے اور کوئی ان کی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا۔ پھر امریکہ کے سادہ فو
پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے۔ کیا ان کے لئے سیج کو ناحق خدا
بنائے گا جو جھکا فی نہ تھا۔ کہ یہ دوسرا بوجہ بھی انہوں نے اپنے گلے ڈال لیا۔ اگر
ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی
کے مرنے سے ہو جائیگا۔ کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جاوے
لیکن اگر اُس نے اس فوٹس کا جواب نہ دیا یا اپنے لاف و گداز کی نسبت دعا کر دی تو
پھر دنیا سے مثل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہو گا
مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت افسانہ احمقوں سے نہ ہو۔ بلکہ کسی باپری سے یا بجلی سے یا
سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندے کے بھاڑنے سے ہو۔ اور ہم اس جواب کے لئے
ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا انہیں کے ساتھ ہو۔

آئین۔ صفحہ ۴۴

یہ ہے اصل عبارت اس میں مرزا صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کو چیلنج دیا ہے
کہ وہ دعا کرے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مر جائے۔ یہ نہیں کہ بطور پیشینگوئی کا

اعلان کر دیا ہے کہ جھوٹا ہے سے پہلے مر جائیگا۔
مرزا ایو مولویت کے مدعیو! تمہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ جملہ نشانیہ اور جملہ
خبریں میں کیا فرق ہوتا ہے۔

مخزن ناظرین! خدا را خدا! کرشن جی کی اصلی عبارت دیکھتے جائیں کہ اس
میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا ملتے جس کا مطلب ہو یا مرزا صاحب نے
اعلان اور خبا کے طور پر یہ کہا ہو کہ ہم (مرزا اور ڈوئی) میں سے جو جھوٹا ہو گا
پیسے کی زندگی میں مر جائے گا۔ بلکہ یہی لکھا ہے کہ ڈوئی یہ دعا کرے کہ جھوٹا ہے
سے پہلے مر جائے لیکن اس کو وہ وقار ڈوئی نے کرشن جی کو دیہاتی سمجھ کر منہ اٹھا کر
بھی نہیں دیکھا کہ کیا کہتا ہے۔ اس نے سرگرم یہ دعائیں کی بلکہ نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا
کہ قادیان میں کون رہتا ہے چنانچہ مرزا جی کے رسالہ ریویوئی سے اسکا ثبوت ملتا
ہے۔ جہاں لکھا ہے :-

”باوجود کثرت اشاعت پیشگوئی کے ڈوئی نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی

اپنے اخبار ”آف پیسنگ“ میں اس کا کچھ ذکر کیا۔ (ریویو بابت اپریل ۱۸۷۲ء)

یہ عبارت باؤرا بلنڈ کہہ رہی ہے کہ ڈوئی نے مرزا صاحب کے حسب منشاء دعا
نہیں کی پس جب اس نے دعا نہیں کی تو پھر یہ پیشگوئی یا مباہلہ نہ ہو بلکہ
یوں کہتے کہ بغیر مباہلہ کے ڈاکٹر ڈوئی کا مرزا صاحب کی زندگی میں مرنا مرزا صاحب
کے مباہلہ کی تردید اور کرشن جی کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوا کہ
اس کی عمر ہی اتنی تھی اگر وہ مباہلہ کر لیتا تو دو حال سے خالی نہ تھا۔ یا تو مرزا صاحب
کی زندگی میں مرنا تو ثابت ہوتا کہ ان کے مباہلہ یا دعا کا اثر ہے۔ وہ اپنی اجل سے
نہیں مرا۔ اور اگر مرزا صاحب کے بعد مرنا تو تو کھلی تکذیب ہوتی۔ غرض یہ ہے کہ
مرزا صاحب کے حسب منشاء نہ تو ڈوئی نے دعا کی اور نہ ان کے چیلنج کو قبول کیا
اس لئے وہ اس پیشگوئی سے نہیں مرا۔ بلکہ اپنی مقررہ اجل پر مر رہا ہے۔ جس
کو مرزا صاحب کی صداقت اور ثبوت سے کچھ تعلق نہیں تعجب ہو مرزا جی کے

انصاف پر کہ کس کن بان سے اس واقعہ کو پیشگوئی لکھتے ہیں۔ حالانکہ جس شرط پر پیشگوئی ہوئی تھی وہ شرط متحقق ہی نہیں ہوئی۔ یعنی ڈوئی نے حسب درخواست مرزا صاحب دعا نہیں کی چونکہ یہ بات بہت ہی واضح ہے کہ اذافات الشمس فان المشرق - جب شرط متحقق نہیں تو شرط بھی ثابت نہیں۔ یعنی جب ڈوئی نے دعا نہیں کی تو مبالغہ بھی نہ ہوا۔ اسلئے قادیانی ریپو لو کا ہوشیار اذیر لکھتا ہے:-

جب وہ (ڈوئی) مذکور اسلام کے متعلق دریدہ دہنی سے باز آیا۔ اور نہ ہی کھلے طور پر میدان مقابلین نکلا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور شہنشاہ جاری کیا۔ اس شہنشاہ کا عنوان یہ تھا "بگٹ اور ڈوئی" کے متعلق پیشگوئیاں "جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہوتا ہے۔ اب یہ حالی مباہلہ کی دعوت نہیں دی تھی۔ بلکہ اس میں صراحت کے ساتھ ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ (راہرہل سہ ماہی ص ۱۲)

اس عبارت سے دو امر ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ اس شہنشاہ سے پہلے کی تمام تحریروں میں مباہلہ یا پیشگوئی نہ تھیں۔ بلکہ دعوت مباہلہ تھی۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا۔ کہ اس شہنشاہ میں جبکہ ذکر اس منقولہ عبارت میں ہے صاف پیشگوئی کی گئی ہے مگر ہم بڑے افسوس سے کہتے ہیں کہ

بڑا شوق سننے تھے پہلو میں دل کا چوہا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا
آؤ افسانہ شہنشاہ کو جو ایڈیٹر مذکور نے نقل کیا تو پہلے تو اس میں بھی یہ فقرے تو ہیں
کی طرح جڑے سوئے نظر آئے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کر لیتا اور ہمارے اشارہ میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا۔ تو میرے دیکھنے دیکھنے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دافانی کو چھوڑ دیتا۔ یا دریں کہ اب تک ڈوئی نے میری درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے انجیل میں کچھ شریعہ کیا ہے۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے جو ۲۳ اگست ۱۹۰۷ء ہے۔ اس کو پورے سات ماہ کی اور بہت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس پہلٹ میں میرے مقابلہ

پر آگیا۔ اور جس طور سے مقابلہ کرنے کی میں نے تجویز کی ہے جسکو میں شاید کچھ برسوں اور
تجویز کو پورے پورے طور پر منظور کر کے اپنے اخبار میں عام اشتہار دینا
تو جلد روزنامہ دیکھ لیگی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ ریویو اپریل ۱۸۸۵ء

باوجود اس صاف اور سیدھی تحریر کے اڈیٹر ریویو اپنی عقل و دانش کو بالائے طاق ٹیک کر
لکھتا ہے کہ اس اشتہار میں مفصلہ ذیل امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

۱) "یہ اشتہار پہلی صفحہ کی طرح صرف ایک جملہ یعنی مباہلہ کی دعوت ہی نہ تھی بلکہ عیسائی کے عنوان سے
ظاہر ہے اس میں ڈوی کے انجام اور اسکی طاقت کی بڑی خبر موجود تھی۔"

گو اس فقرہ میں اڈیٹر ریویو نے اپنی کاشنس اور ضمیر کے خلاف کیا ہے تاہم خدا کی طرف سے
اس پر جبر کیا گیا تو دوسرے نمبر میں اس کے قلم سے یہ فقرہ بھی نکل گیا۔

۲) "مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں کہ مسٹر ڈوی اگر میری درخواست مباہلہ
قبول کر لیا اور صراحتاً یا اشارتاً میرے مقابلہ پر نظر نہ لگا۔ تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت

اور دکھ کے ساتھ اس دنیا سے فانی ہو چھوڑے گا۔" (ریویو اپریل ۱۸۸۵ء)

ناظرین! اس فقرہ کو بغور دیکھئے کہ جن لفظوں پر ہم نے خط دیا ہے۔ ان کو اڈیٹر
ریویو نے نوٹ لفظوں میں لکھا ہے پس آپ ذرا انصاف سے بتلائیں کہ ان لفظوں میں
کوئی لفظ بھی ایسا ہے جسکے معنی پیشگوئی کے ہیں یا محض ایک خواہش است و او رٹھی کو بلایا
جاتا ہے کہ وہ ہم سے مباہلہ کرو۔ اڈیٹر ریویو پیشگوئی کے اصلی الفاظ مانگنے والوں پر کھیلنے سے نہ کر
ان کو بے شمار اور بھیجا تو کہتا ہو کہ ناظرین! یہی وہ الفاظ ہیں دیکھ سکتے ہیں کہ بے شمار اور بھیجا کو کون سی

سہ لفظ بھی صاف ظاہر کرتا ہے کہ پہلی چٹھی مندرجہ ریویو متبرکات لفظ جس کا حوالہ اڈیٹر الحکم نے دیا ہے

کوئی پیشگوئی تھی۔ بلکہ محض دعوت مباہلہ تھی یعنی یہ کہا گیا تھا کہ آؤ مباہلہ کرو۔ باوجود اس فحشی شہادت

کہ نہیں معلوم اڈیٹر الحکم وغیرہ کہیں اسکا حوالہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اٹھارہ سو میں اس کے متعلق پیشگوئی

کے الفاظ مانگے گئے تھے۔ نہ اس عبارت کے الفاظ جو مباہلہ کی دعوت تھی۔ مباہلہ کی دعوت اور مباہلہ

مباہلہ اور پھر مباہلہ اور ہے پیشگوئی اور۔ اس سے کہ مرزائی پارٹی کو ان تینوں لفظوں پر نا تو اتنی

نہیں یاد آئے اپنے عقل کے خلاف کر رہے ہیں۔

وہی ہے جیسا ہے جو اپنی تحریر کے آپس مخالف کہے پھر اسی اپنے مخالف کلام کو لکھ کر
سند پیش کرے۔ لایفعلہ الامین سلفہ لفسدہ -
مہر ایو! ایمان سے کہنا ایسے شخص کو امام یا لیدر ماننا کیا اس شعر کا مصداق
ہیں۔

اذا کان الغراب دلیل قوم ۰ سید ہم طریق الہا لکینا
دھب کوئی گمراہ آدمی کسی قوم کا رہنا ہو گا۔ تو وہ گمراہی کی طرف ہی رہا رہے گا
باد جو اس صفائی کے مرزا یوں کی بہتازی کی کیفیت ہے کہ تمام دنیا کو یا تو اندھ
حاصلتے ہیں یا غواہی سے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی ایسا نہ ہو گا۔ چنانچہ قادیانی پارٹی کا
اہل نمکین اڈیٹر بریلو لکھتا ہے

”وہ خدائی فیصلہ حضرت مسیح موعود نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا کہ اسے خدا تو کھلے طور
پر ڈھکی سکے مگر اللہ تعالیٰ نے دنیا پر ظاہر فرمایا۔ وہ فیصلہ ظاہر کر چکا ہے۔ اور جو پیشگوئی اسکے انجام کے
متعلق تیرہ سال پہلے امرتسر اور روپ میں شائع ہو چکی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو چکی ہے
پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ ڈھکی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بڑے بڑے دکھ
آٹھا کہ اندھیری بڑی حسرتوں کے ساتھ پاک ہو جائیگا۔“ (ریویو اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲)

پھر کمال پھر شہسار ہی ہے کہ بڑی صفائی سے اڈیٹر کو لکھتا ہے کہ ”پیشگوئی کے یہ لفظ
تھے کہ وہ (ڈھکی) میری آنکھوں کے سامنے اور میرے دیکھتے دیکھتے حسرت اور دکھ کیسا تھا
اس دنیا کو پھوٹ جائیگا۔“ (ریویو اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲)

پس ہم بھی اسی ایک بات پر فیصلہ کرتے ہیں کہ پیشگوئی کے یہ الفاظ کہا دو تو ہم بھی ان
جائینگے کہ کس جی کی پیشگوئی سچی ہوئی۔

مہر ایو! اور مرزا کے اڈیٹر اور تعالیٰ ہی ڈھکی انصاف کر کے اور تقویٰ ہو گا۔ ایک پیشگوئی
کے یہ الفاظ دکھا دو انہیں تو یاد رکھو کہ مرصع قادیانی، تمہارے ہی مقابلہ کے
لئے جاری ہوا ہے۔ تم دیکھو کہ کدھر ہم اس تقاضا سے تمہاری جان نہ چھوٹے گی۔ آج
تک مرزا ہی جتنا رہا اسے مواخذات سے چلائے ہیں۔ اس سے زیادہ چلاؤ گے

مارک کامیاب مری توہیں حد کا دل میں وہ بلا ہوں شیشہ سے تھر کو توڑوں

سچے اور جھوٹے مسیح میں تمیز

ہر جگہ کچھ ایسا دستور پور ہا ہے کہ جھوٹے دوکاندار جب اپنی دوکان کا اشتہار دیتے ہیں تو خواہ مخواہ بھی دوسرے دوکانداروں کی طرف کوئی نہ کوئی لفظ لوک جھڑک کا لکھ دیتے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو اتنا ضرور ہی لکھینگے کہ ”جھوٹے دغا بازوں کے پیو یہی حال ہمارے بھائی تبتی مرزا صاحب قادیانی کا ہے کہ سب سے آئینہ سچیت کا دعویٰ کیا ہے خواہے خواہے آپ حضرت مسیح کی کسی نہ کسی لفظ میں

تحتی شان کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے ازالہ میں لکھا ہے
ایک منہ کہ حسب اشارات آدم عیسیٰ کجاست تابندہ پائمنہ ہم

پھر دفع الکلامیں لکھا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر علامہ احمد ہے

گو اس قسم کی عبارات تو ہمیں مسیح میں صاف ہیں لیکن مرزا جی کے متقدمین پھر بھی ان کی تاویلات رکھ کر کہتے رہتے ہیں۔ اس لئے آج ہم ایک ایسی عبارت مرزا جی کی توہین مسیح میں تازہ دکھائے ہیں۔ جس کے دل میں ذرا بھر بھی حضرات انبیاء خصوصاً حضرت مسیح علیہم السلام کی عظمت اور عزت ہوگی وہ بھی مرزا صاحب پر نفرت کر لیں گے۔ اور جان جائیگا کہ قادیانی تبتی اشتہار جی دوکانداروں کی خواہ مخواہ بزم خود حضرت مسیح کو اپنا قریب سمجھتا ہے۔ بہر حال وہ عبارت یہ ہے۔

قادیانی اخبار بدرد مورخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب کے کلمات ناظریات کی ذیل میں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے فرمایا

دوبارہ آمد فرمایا ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تھے تو اسکا بیچارہ ہوا تھا کہ کئی کوڑ
 مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آکر وہ کیا بنا بیٹھے کہ لوگ ان کے آئے کے خواہشمند ہیں
 اس عبارت کا صاف مطلب ہے کہ حضرت مسیح کی تعلیم سے لوگ مشرک ہوئے ہیں حضرت
 نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ قرآن مجید تو مسیح کی برائت کرتا ہے اور صاف لفظوں میں کہتا ہے
 کہ اس نے صرف توحید کی تعلیم دی تھی۔ پھر اس کی عظمت اور بزرگی بتلانے کو چاہتا
 ہے کہ اللہ پاک کو شریعت و احکام کی تعلیم فرمایا ایسے دین و دنیا میں عزت والا اور خدا کے
 مقرب بندوں میں سے ہے مگر مرزا صاحب اپنی رقابت کا ذہ کے زعم میں عیسائیوں کی
 غلطی کو اس پاک نبی اور برگزیدہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔
 مرزا کہو! اب بھی کہو گے کہ تمہارا مہدی اور کرشن حضرت مسیح کی توہین نہیں
 کرتا۔ ۶ اگر اب بھی نہ وہ سمجھے تو اس جسک خدا سمجھ

قادیانی مشین میں الہام بانی

قادیانی مشین کے سربراہ سے الہام بانی میں کچھ ایسے تیز ہیں کہ ان میں ہزار ہا الہام
 سن دیتے ہیں۔ الہاموں کا شمار تو ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا۔ مگر ان کے بیٹے جافو
 کی کیفیت شاید معلوم نہ ہو۔ پس آج ہم اس الہام بانی کی کیفیت بتلاتے ہیں کہ یہ الہام
 قادیانی مشین میں کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ ناظرین عذر سے سنیں۔

اپریل کے مہینے میں مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بیالوی نے کاپیاں صحیح
 کرانے کے لئے منشی غلام محمد کاتب کو خط لکھا جو قادیان میں مرزا صاحب کا کام
 کرتا تھا۔ کہ بٹال میں آکر ہمارا کام کر دو۔ اور اگر تمہیں آنے کی فرصت نہ ہو تو میں ہی
 قادیان میں آجاؤنگا۔ مگر آگ کسی مکان میں رہو لگا۔ اس امر کی اطلاع جب مرزا
 صاحب کو ہوئی کہ مولوی صاحب قادیان میں آنا چاہتے ہیں۔ تو مرزا صاحب نے
 کئی ایک دعوتی خط مولوی محمد حسین صاحب کو لکھے جنہیں سے چند ایک فقرات

ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

جناب مولوی صاحب سلمہ۔ بعد دعائے خلعخانہ میں نے رقعہ آپ کا پڑھ لیا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میں ایک سخت ضرورت کے باعث چند روز تک میاں غلام محمد کا تب کو اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ سیکرٹری نے زمانے کے دوست ہیں اور آپ سے مجھے دل محبت باوجود اس مذہبی اختلاف کے جو قضا و قدر سے درمیان میں آگیا ہے جسکو خدا کے عیلم جانتا ہے۔ آپ بلا تکلف دو تین روز کے لئے یہاں آجائیں۔ کوئی امر مذہبی درمیان میں نہیں آئیگا۔ اور مجھ سے کب ہر طرح تو اصرار پائیں گے۔ اور آپ کا صندوق اس جگہ کے صلیب میں چھپ بھی سکتا ہے۔ ۱۵۔ اپریل ۱۸۸۶ء خاکسار غلام احمد قادیانی

اس خط میں کس لحاجت زمری اور چاچا پوسی سے مولوی صاحب موصوف کو دعوت دے کر بلایا ہے۔ خیر اس چال کا حشر قویہ ہوا کہ اتنے میں خاکسار کو اس خط و کتابت کی خبر ہوئی تو حکم لگ گئے کی بولی گونگے کی ماں جانے خاکسار نے مرزا جی کے مطلب کو پایا لیا کہ حضرت جی اس میں مجھ کو نہ مانی کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے مولوی صاحب کو مینو خور لکھا کہ اتنے کام کیلئے آپ قادیان میں نہ جائیں میں اپنا کام چھڑا کر آپ کا یہ کام کر ادونگا مولوی صاحب موصوف نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ اور اس پر تشریف لے آئے مگر مرزا صاحب نے چونکہ مولوی صاحب کو بلانے کے لئے بڑی کوشش کی تھی اُن کو رات دن ہی خیال تھا کہ مولوی صاحب آئے کہ آئے۔ اسلئے اُن کو بقول ”بلی کو چھیم پیر دنگے خواب“ ۱۱۔ مئی کو ایک خواب آیا جو ۱۶۔ مئی کے بد میں ان لفظوں میں چھپا کہ :-

مرق یا مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹ لوی کو دیکھا کہ وہ ہمارے مکان میں ایک جگہ بیٹھ ہوئے ہیں میں نے کسی اپنے آدمی کو کہا کہ مولوی صاحب کو خاطر داری سے کھانا لکھ لانا چاہیئے۔ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس روایا سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم کہ وہ دن نزدیک ہے کہ دعائے تعالیٰ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کو خود منجالی کرے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہی ایک الہام سے معلوم ہوا کہ خدا ارے تعالیٰ آخر وقت

میں اُن کو سمجھ دینگا کہ انکار کرنا اُنکی غلطی تھی۔ اور یہ کہ میں اپنے دعویٰ مسیح موعود میں
حق پر ہوں مگر معلوم نہیں کہ آخر وقت کے کیا معنی ہیں (۱۶ دسمبر ۱۹۱۹ء)
اس خواب اور اس خط کو ملانے سے مرزا فی الہام بانی کی کیفیت یہ معلوم ہوئی
کہ جو احمد دن کو آپ کی انگلیوں کے سامنے اور دماغ کے اندر مضبوطی سے جکڑ
پکڑے ہوتا تھا وہی رات کو خواب آتا تھا۔ اسی کا نام الہام ہے اور اسی کو
کہتے ہیں ملی کو چھٹروں کے خواب۔

باقی رہا آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ مولوی صاحب موصوف آخر کار اپنی غلطی کا اقرار
کرینگے اور مجھے مان جائینگے سو یہ آپ کی پرانی تمنا ہے۔ چنانچہ اعجاز احمدیؒ میں بھی
آپ یہ لکھ چکے ہیں۔

اقلب حسین جتدی بظنیہ + عجیب و عجز اللہ حسین والیس
کیا محمد حسین کا دل بدایت پر آجائے گا کون گمان کر سکتا ہے عجیب بات ہے اور خدا کے نزدیک سہل
اور آسان ہے۔

مگر انشاء اللہ یہ صرف آپ کی انگلی ہی انگلی ہے جس سے کہ آج کل آسمانی منکوحہ کو
وصال سے حسرت ہے کہ باوجود آسمان پر نکاح ہو چکے تھے آپ کے دل سے حسرت
بھری آہ ہی سننے میں آتی رہی۔

جدا ہوں یا رہے ہم اور نہوں قریب ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
اسی طرح آپ اس حسرت کو بھی سینہ میں ساڑھی لچا لیئے۔ اور مولوی صاحب موصوفؒ برابر
آپ کا سر کوٹتے رہینگے۔

مرزا صاحب کا فتویٰ طاعونی فردوس کے دفن کے متعلق

جلا سے کوئی ادا ان کی بدنام ہو جائے کسی طرح سے تو سچائے ولولہ دل کا
مرزا جی کی بیگزیاں جو خاکسار کو معلوم ہیں کاش مرزا جی کے مریدوں خصوصاً علم و فضل
کے مدعوں کو معلوم ہوں تو ایک سیکند کے لئے بھی مرید نہیں رہ سکتے۔ ایک زمانہ
وہ تھا جب آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ طاعون میرے مخالفوں پر عذاب بھیجا گیا ہے۔
سب کے مرید اس سے محفوظ رہینگے چنانچہ رسالہ (کافذی) کشتی نوح میں
لکھا تھا۔

اگر ہمارے لئے آسمانی روک نہ ہو تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا
کرتے۔ اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا کہ اس زمانے میں انسانوں کو
ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھا دے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تو اور
جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا۔ اور وہ جو کامل پیروی اور سچے تقویٰ
سے ہمیں محو رہا ہوگا۔ وہ سب طاعون سے بچے رہینگے (روایت)

اس عبارت کی مزید تشریح کی حاجت نہیں۔ کیونکہ مضمون صاف ہے کہ مرزا جی اور
ان کے گھروالے اور ان کے راسخ الاعتقاد دفنانی شیخ جنکو دفنانی المرزا کہنا جائز ہو طاعون
سے محفوظ رہینگے۔ اسی مضمون کو مرزا جی نے کتاب مواہب الرحمن میں اور بھی واضح کر دیا
ہے جس کے ہم شکور میں آپ فرماتے ہیں:-

ایمان الی اللہ و ایمان فی مہلک التیارات فان الدائم غلامنا
بل غلام الغلمان (ص ۲۴)

یعنی ہمارے لئے طاعون سے امان ہے۔ مجھ کو طاعون سے موت ڈر اور طاعون
ہمارا غلام یعنی تابعدار ہے بلکہ غلاموں کا غلام ہے۔ مگر چونکہ مرزا جی کو اپنا
انداز کا پول معلوم تھا کہ ڈبول کی آواز سی آواز ہے۔ اندہی کچھ نہیں
اس لئے آپ نے طاعون زدوں سے بڑی احتیاط اور پرہیز کے حکم صادر

کئے یہاں تک کہ مرزا جی کا مقرب جبار البدر کا اڈیٹر محمد فضل جب طاعون
 ہی سے قادیان میں مرا۔ تو مرزا اور میرزا بیوں نے اُس سے کوئی ہمدردی نہ
 کی۔ بلکہ جس مسجد میں اُس کی چارپائی الگ کی گئی تھی۔ حکم مرزا جی اُس مسجد کو کنٹرول
 سے سی اور ڈول کی دلوں تک اترارہا۔ تاکہ کہیں اس کنوین کا پانی سقے گھر
 میں نہ لے آویں۔ نہ اُس کے خزانہ پر کوئی گیا۔ اسی طرح قاضی امیر حسین بھی سیوی
 کا جو ان لڑکا طاعون کی مصیبت چڑھا۔ اور مرزا بیوں نے اُس سے بھی وہی سلوک کیا
 جو فضل مذکور سے کیا تھا۔ تو قاضی موصوف نے مرزا جی کی خدمت میں اگر بہت شور
 مچل کیا کہ آپ کے مرید تو کافروں سے بدتر ہیں۔ کسی میں ہمدردی نہیں۔ نہیں
 وہ نہیں۔ اسپر مرزا جی کو ہوش آیا تو آپ نے ایک تقریر کی جو یہی مسئلہ کے
 جبار بد رفتاریاں میں بھیجی تھی جو یہ ہے۔

اس وقت تمام جماعت کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنی جماعت کے اندر طاعون کے بار
 اور شہیدوں کے ساتھ پوری ہمدردی اور اخوت کا سلوک کرنا چاہئے۔

یاد رکھو کہ میں اس وقت درخوئی جمع ہو چکی ہیں۔ ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری
 اس سلسلہ کی اخوت ہے۔ پھر ان دو اخوتوں کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو
 یہ سخت قابل اعتراض امر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو تم خارج از مذہب سمجھتو ہو
 اور وہ تم کو کافر کہتے ہیں ان میں ایسے موقع پر سرد مہری نہیں ہونی جن لوگوں سے یہ سرد
 مہری ہوتی ہے وہ وہاں توں کا لحاظ نہیں رکھتے افعال اور تقریط کا۔ اگر افراط اور
 تقریط کو چھوڑ کر محض دل سے کام لیا جائے تو ایسی سکایت پیدا نہ ہو جیکہ لوگ اصولاً اپنی
 وفاقاً اصولاً بالجماعت کا حکم ہے تو پھر ایسے مردوں سے گریز کیوں کیا جائے۔ اگر کسی
 کے مکان کو آگ لگ جائے اور وہ فریاد کرے۔ تو جیسے یہ گناہ ہے کہ محض اس خیال
 سے کہ میں نہ جل جاؤں۔ اُس مکان کو اور اس میں رہنے والوں کو جلنے دے اور جا کر آگ
 بجھا نے میں مدد نہ دے۔ ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے کہ ایسی بے اعتنائی سے ہمیں
 کو دپڑے کہ خود بجھ جائے۔ ایسے موقع پر ہتھیار مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے

میں اُس کی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہاں بھی سلوک ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے جا بجا رحم کی تعلیم دی ہے۔ یہ کہ یہی اخوة اسلامی کا منشاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان عین آپس میں بھائی ہیں۔ اسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوة قائم ہو۔ اور پھر اس سلسلہ میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوة بھی ساتھ ہو۔ یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو اور اللہ تعالیٰ سے اُسے اتنا پیش آجائے تو دوسرا تجھ پر تکلیف میں بھی اُس کا شریک نہ ہو ہرگز نہ گزرا اللہ تعالیٰ کا یہ نشانہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ میں شریک ہوئے یا مجروح ہو جاتے تو میں یقین نہیں رکھتا کہ صحابہ انھیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر مدعی ہو جاتے ہوں کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاویں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایسی وارداتوں کے وقت ہماری بھی ہو سکتی ہے اور حقیقتاً مناسب

بھی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ سیکھ لیتا ہوں کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے۔ ان جعفر و عتاب سے معلوم ہوتا ہے۔ اُن کے لئے بھی نفس قرائنی سے جتنا مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہاں ایسا مرکز دیا کہ وہ مدت سے پھیلی ہوئی ہو۔ وہاں احتیاط کر لے ہی مناسب ہے، لیکن اسکے بھی یہ معنی نہیں کہ ہم مدد ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ نشانہ نہیں ہے کہ انسان ایک بیت سے استفادہ کیا کرے کہ میت کی ذلت ہو۔ اور پھر اُس کے ساتھ جماعت کی ذلت ہو۔ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہیں کرنا چاہئے جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں باہم بھائی بنا دیا ہے۔ پھر نفرت اور بغض کو نہ کر سکتا ہے۔ اگر وہ بھی مر گیا تو اُس کی بھی کوئی جبر نہیں لینگا۔ اور اس طرح ہر فرقہ کے حقوق تلف ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہیں کرتا۔ وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الہی ہے جو حقوق اللہ کے پیچھے ہے۔

یہ حزب یاد رکھو اللہ تعالیٰ پر دلکل بھی کوئی شے ہے۔ یہ بت سمجھو کہ تم نے یہ بہت بڑی

لے مرزا صاحب کی اردو الیسی ہی تھی جس میں مذکورہ سوئشہ کی تفسیر لازمی نہ تھی (درخشاں)

نہج سکتے ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنا کر سوائے تک اللہ تعالیٰ کی کسی کچھ پروا نہیں کرتا۔ خواہ ہزار ہا گنا پھر سے کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں وہ پرہیز نہیں کرتے۔ میں نے سنا ہے کہ لاہور میں نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ قتل ہو گیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہیں۔ چار پرہیز کوئی چیز نہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس یاد رکھو کہ حقوق اخوانہ کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جاننا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرگن پنجاب ہو گیا ہے کتنا جاری رہے۔ لیکن مجھے ہی بتایا گیا کہ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ** اللہ تعالیٰ کبھی حالت قوم میں تبدیلی نہ کرے گا جب تک لوگ دلوں میں تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سن کر نہ تو ہر شخص جواب دے گا کہ کیا ہو جاتا ہے کہ ہم نہ پڑھتے ہیں۔ ہر کدوئل مصائب اور بلا آجاتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی مسید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مشا کہچہ اور سنا ہے سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے ناپا جاتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہر چیز جیسا ہے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جائے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوا کی حوصلہ کھانی چاہیے اگر ایک لڑکے کی بجائے ایک بوندا استعمال کی جائے تو اس سے کیا فائدہ ہو گا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیرتی کا باعث ہو سکیگا۔ اور پانی کے پیالہ کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکیگا اگر نہیں یہی حال اعمال کا ہے جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہیں وہ اور نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے جسکو ہم بدل نہیں سکتے۔ پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پہلے باندھ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون نہ پڑے پرہیز کرو جہاں تک مناسب ہے۔ لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور برادری نہ اٹھ جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا سے سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجھے کو نہیں ہیں مردہ بڑا احد اپنے بھائی کی سہرادی کرنا صدقات و خیرات کی طرح یہ بھی کیا کچھ خیرات ہے۔ اور یہ خیرات حق العباد ہے جو فرض ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ نے صوم و ہلوہ

یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط رکھو۔ قطعاً حقیقی معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ایسا پرہیز اور بچہ جو ظاہر ہو وہ عقل اور انصاف کی رو سے صحیح نہیں۔ ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو پھر رہیں بضر قربت ہو سکتے ہیں۔ یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمود بنانا چاہتا ہے اگر اس کا بھی یہی حال ہو کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔ میں دوسرا پہلو د بیان کرتا لیکن مجھے جو مذکوب سے مراد ہے اس لئے اسے بھی میں نے بیان کرنا ضروری سمجھا۔

بہر حال باہم ہمدردی ہو۔ اور اب میں اس دعا کی طرف توجہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا سے اس طاعون کو اٹھالے۔ آمین (دوسرے کی صفحہ ۶۱۹)

اس ساری تقریر میں دو متن ہی بالکل کا ٹوکہ ہے جسکو شیطان کی آنت سے بھی جب عادت لمبا کیا گیا ہے۔ (۱) مرزائیوں میں طاعون ہے اور ضرور ہے۔ (۲) یہ کہ طاعون متعدی مرض نہیں ہے۔ (۳) طاعونی مردوں کی عزتی نہیں چاہئے اُن کے فتن کفن میں شریک ہونا چاہیئے۔ بہن خوب ہمیں اس میں بحث نہیں۔ ہمارا مقصود ابھی آگے ہے مگر اس مقصود سے پہلے ہم ایک لطیفہ بتلانا ضروری جانتے ہیں۔

اس تقریر میں یہ ذکر ہے کہ اس جماعت میں اگر اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔ مگر دوسرے ایک موقع پر مرزا جی خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ میرے مرید بد خلق ہیں۔ بد تہذیب نامہ اور ہیں۔ ناپاک باطن وغیرہ ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ ہیں:-

حضرت مولوی نذر الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارگاہ سے یہ تذکرہ کہ چکے میں کہ ہادی جماعت کے اکثر لوگوں نے بیشک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور لٹری محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ منقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے سیریت کر کے اور عہدہ ترقی وصول کر کے پھر بھی ویسے کھول ہیں۔ کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو

بیمیرلوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ دہرائے بکر کے سیدھے منہ سے اسلام علیک نہیں کر سکتے یہ جانیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں۔ اور انہیں سہلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادلے ادلے خود غرضی کی بنا پر لڑتے ہیں اھا ایک دوسرے سے دست بردار ہوتے ہیں۔ اور ناچارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نسبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینہ پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نف فی جہنم ہوتی ہیں (دہشت ہا الزلزلہ سے ملکہ متحدہ ہر سالہ شہادۃ النور)

اس مرزا کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی کی تشریف آوری سے اسلام کو کوئی ہیا بڑا فائدہ نہیں ہوا جتنا کہ نقصان ہوا ہے۔ خیر یہ بھی سہی۔ اس سے بھی ہمارا مطلب نہیں۔ بلکہ مطلب ہمارا آگے آتا ہے۔ مرزا جی نے ۱۰۔ اپریل شہادۃ کے احکم میں ایک نیا سرکل جاری کیا جو قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"یہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہیں۔ اور تعالیٰ نے کئی بار مجھے بذلیہ وحی فرمائی ہے کہ غضبت غضباً شديداً علیٰ اکل طاعون سبت بڑھتا جاتا ہے اور چاروں طرف لگ لگی ہوئی ہے۔ میں اپنی جماعت کے واسطے خدا تعالیٰ سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے۔ مگر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب قہر الہی نازل ہوتا ہے تو وہوں کے ساتھ نیک بھی لیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا ستر اپنا اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ دیکھو ستر فوج کا طوفان صیب پڑا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد و عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ فوج کا دعوائے اور دلائل کیا ہیں۔ جہاں میں جو قوم تھیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ کافر جہنم کو گیا۔ مسلمان شہید کھلایا۔ ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہیں کہ وہ ان میں غیروں میں تیز کام رکھے لیکن جماعت کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھتے سے

۱۔ مرزا ابھو اکابر ایسے ہی ہو۔ انھوں نے ۲۔ اس کا ثبوت کیا ؟

۳۔ جب دونوں مرے تو ہنر کسی کی

کچھ نہیں بنتا۔ جب تک کہ جاری تعلیم پر عمل نہ کیا جائے۔ سب سے اول حقوق امداد کو ادا کرو۔ اپنے نفس کو تمام جذبات سے پاک رکھو۔ اسکے ہی حقوق عباد کو ادا کرو۔ اور اعمال صالحہ کو پورا کرو۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ۔ اور تفرغ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں رہا کرتے رہو۔ اسکے بعد اسباب ظاہری کی رعایت رکھو۔ جس مکان میں جو ہے مرنے سے پہلے اُسے خالی کر دو۔ اور جس محلے میں طاعون ہو اُس محلے سے الگ جاؤ اور کسی کھلے میدان میں جا کر ڈیرا لگاؤ جو تمہیں سے ہتھیرا لہی طاعون میں مبتلا ہو جائے اس کے ساتھ اور اسکے دو تین کے ساتھ پورن ہمدردی کرو اور ہر طرح سے مدد کرو۔ اور اسکے علاج معالجہ میں کوئی قبیح اٹھانہ نہ کرو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنی نہیں کہ اس کے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ بلکہ اُس اثر سے بچو۔ اسے کھلے مکان میں نہ رکھو۔ اور جو خدا کو مستند اس مرض سے مر جائے۔ وہ شہید ہے۔ اسکے واسطے ضرورت غسل کی ہنیز اور نہ نیا کفن بنانے کی ضرورت ہے۔ اُسکے زہری کپڑے زمین پر دو اور ہوسکے تو ایک سفید چادر اس پر ڈال دو۔ اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر بلا اثر زیادہ ترقی پڑتا ہے۔ اس واسطے سب لوگ اسکے ارد گرد جمع نہ ہوں۔ حسب ضرورت دو تین آدمی اُس کی چادر پانی ڈالٹھائیں۔ باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر خازہ پڑھیں۔ خازہ ایک دعا ہے اور اُس کے لئے ضروری نہیں کہ انسان مریت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دور ہو مثلاً لاہور میں سامان ہوسکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر مریت کو لا کر لے جائیں۔ اور مریت پر کسی قسم کی جوع فرغ نہ کی جائے۔ خدا کے فعل پر افسوس کرنا گناہ ہے۔ اس بات کا خوف نہ کرو کہ ایسا کرنے سے لوگ تمہیں بُرا کہیں گے وہ پہلے کہ تمہیں اچھا کہیں۔ یہ بابت شریعت کے مطابق ہیں اور علم دیکھ لو گے کہ آخر کار وہ لوگ جو تم پر ہنسی کریں گے خود بھی ان باتوں میں تمہاری پیروی کریں گے۔

کوڑا یہ بہت تاکید ہے کہ جو مکان بہت تنگ اور تاریک ہو۔ اور ہوا اور روشنی خوب طور پر نہ آسکے اُسکو بلا توقف چھوڑ دو کیونکہ خود ایسا مکان ہی خطرناک ہوتا ہے۔ گو کوئی چاہے اُس میں نہ رہا ہو۔ اور حتی المقدور مکانوں کی چھتوں پر نہ ہو۔ نیچے کے

سے مرنا کہو کہی آیت یا حدیث اس دعویٰ پر لاسکتے ہو۔

فراخ اور چڑا اس شخص کے حق میں جو شرک سے بچتا نہیں۔ بہت سی قوموں کو اس شرک
یعنی اسباب کے استعمال اور بھروسے نگراہ کر دیا۔ پس وہ طبعی یا دہریہ ہو گئے۔

مرزا جی کے مرید و امرا صاحب سے تم کو چھہ سکتے ہو یا ہمیں اپنی طرف سے چھہ
کی اجازت دے سکتے ہو کہ جب اسباب پر بھروسہ کرنے سے آدمی نگراہ اور شرک ہو جائے
ہے تو آپ نے ۱۰۔ اپریل کے اخبار اکھ کم میں جو سرکلر دیا ہے کہ طاعونی مردے میں زہر ملا
بہتر زیادہ ہوتا ہے۔ لکھتے پر ہیز جو آپ نے بتایا ہے۔ اسباب کے لحاظ سے ہے یا کچھ
اور۔ پھر آپ بھی اس کی پابندی سے شرک ہو گئے یا نہیں۔؟

مرزا لکھو! تمہاری دکالت میں ہم نے سوال تو کر دیا ہے۔ مگر جواب ملنے کی ترق
نہیں۔ پس اب تم جانو اور تمنا امام ہم نے تو تم کو اس شرک کا ثبوت دینا تھا۔
جو دیدیا۔ اب تم جانو اور وہ۔

مرزا و الفیعت بود و گفتیم حوالہ با خدا کریم و فرستیم
ناظرین! مرزا جی جو خاکسار سے خفا تھے کہ اس نے میرے سلسلہ کو ہلا دیا بہت
نقصان پہنچایا۔ یہ کیا وہ کیا۔ اس کی وجہ آپ لوگ سمجھ گئے ہونگے کہ یہی مقول بحث
ہے جو انجات صحیحہ پر مبنی ہوتی ہے۔ نہ کہ زبانی رام کہانی اور گالی گلوچ ہے
کیب لطف کہ غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے

سید احمد حسن اور مرزا صاحب قادیان

میرے محبوب کے دونوں نشان ہیں
مکرتی صبر اچھی دار گردن

اس مضمون میں ہم ان دونوں نام آوروں کی پیلیک زندگی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ پہلیک زندگی سے ہماری مراد فن تصنیف ہے جسکی وجہ سے ان دونوں نام آوروں کو نام آوری نصیب ہوئی ہے اسی فن میں ہم ان کا مقابلہ دکھانا اور اس سے زیادہ یہ نہیں ہوگا کہ ان میں سے کسی ایک کے مذہبی خیالات کے ہم منکر یا سوبد ہوں۔ بلکہ صرف فن تصنیف میں متبادلہ منظور ہے۔ چنانچہ ہم پہلے فن تصنیف کی ایک مختصر سی تعریف کرتے ہیں۔

تصنیف کے معنی ہیں واقعات صحیحہ کو جمع کر کے نتیجہ نکالنا۔ نتیجہ نکالنا غلطی ہو جانا اور بات سب سے مگر واقعات صحیحہ کا پیش کرنا بہت ضروری ہے۔ پس اس تعریف کے مطابق ہم ان دونوں مصنفوں کا مقابلہ دکھاتے ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ سر سید احمد خاں کے مذہبی خیالات کچھ بھی ہوں مگر ان میں بڑا کمال تھا کہ واقعات کی تلاش میں بہت کوشش کرتے تھے۔ مخالف عبارت یا مخالف کے کلام کو نقل کی ضرورت ہوتی تو پوری نقل کر کے کتاب اور صفحات کا حوالہ بھی دیتے چنانچہ ان کی تصنیفات تفسیر خطبات وغیرہ کے دیکھنے والوں کے یہ امر مخفی نہیں۔ ایسی وجہ ہے کہ سر سید کی تصنیفات دیکھنے سے انکا معتقد بننا سے باقاعدہ مباحثہ کرنے پر قدرت یا سکتا ہے مگر مرزا صاحب قادیانی ایسے نہیں بلکہ مخالف کے کلام کو جہاں نقل کرتے ہیں ایسی طرح سے کرتے ہیں کہ نہ اسکا سر سالم رہتا ہے نہ پیر۔

اگر ہم اس دعویٰ کو یقینی بنے حوالہ چھوڑ دیں۔ تو ہم بھی مرزا صاحب کی طرح ہو گئے۔ اسلئے ہم صحیح صحیح واقعات ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں چنانچہ

اسلام کے مقابلہ پر مرزا صاحب کے مقابل شروع سے آریہ سماجی رہے ہیں ہمیشہ انکو
 اُن سے پالارہے۔ تو کیا ضروری تھا کہ مرزا صاحب اُن کے متعلق جو کچھ لکھتے باقاعدہ لکھتے
 مگر ناظرین دیکھ کر حیران ہو گئے کہ ایسے بڑے مخالف کے سامنے بھی مرزا صاحب دُشمن
 کی لپے ہیں۔ آریوں کی بابت آپ بخیر متحقی میں مدعا پر لکھتے ہیں کہ بر

”ان بیدوں نے پیرگاہیوں اور ہندوستانیوں کے اور کیا سکھایا ہے۔ جابجا اول ہے
 آریہ سماجی شریاں پائی جاتی ہیں کہ اسے اندر لایا کہ ہمارے سارے دشمن
 مرعائیں اُن کے بچے مرعائیں“ (حوالہ ندارد)

دیکھئے اتنا بڑا تو دعویٰ ہے مگر ثبوت کہیں نہیں۔ نہ پوری عبارت نقل ہے نہ کسی

کتاب کا سچو الہ مصنفہ یہ ہے

کیا ایسی تحریر کو دیکھ کر کوئی شخص مخالف سے مناظرہ کر سکتا ہے جب وہ حوالہ مانگے تو کہتا
 اجا کر لائے مگر وہاں سے لانا بھی چل کے گھونٹیلے سے اس لانے سے مشکل ہے۔ یہ تو ہوا
 اُن کا برتاؤ مخالفین اسلام سے۔ اب سُنئے کہ مخالفین ذات شریف سے کیا برتاؤ کر رہے ہیں
 مرزا صاحب کے برخلاف مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری نے ایک کتاب لکھی جس کا نام
 ہے فتح رحمانی مولوی اسماعیل مرحوم علی گڑھی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے اعلا الحق
 الصریح۔ قصوری مولام نے ایسی کتاب لکھی جس کا نام ہے پر گزشتہ زمانے کے ایک کاذب ہندی
 کی ہلاکت کا قصہ لکھا کہ محمد ظاہر کی دعا سے وہ ہلاک ہوا تھا۔ اُس کے پوریوں لکھا۔

یا مالک الملائک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد ظاہر مولف جمع بحار الانوار
 کی دعا اور سنی سے اس ہندی کا ذب اور جعلی مسیح کا بطیر غارت کیا تھا دیا ہی دعا

اور التجا اس فقیر قصوری کا ان اولاد سے (جو بچے دل سے تیرے دین ستین کی تائید میں

حتی الوصع سامعی ہے) مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو تو بے بضاحت کی توفیق دینا فرما

اور اگر یہ قدر نہیں تو اُن کو مورد اس آیت قرآنی کا بنا قطع دایر انفعیم الذین ظلموا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰهُ عَلَّمَنِیْ قَدِیْرًا بِالْاِجَابَةِ جَدِیْرًا اَمِیْنًا

(اس دعا کا مدعا صاف ہے کہ خداوند دایا تو مرزا صاحب کو توہم کی توفیق دے یا ہلاک کر

مگر یہ دعویٰ مولوی صاحب فقوری نے اس میں نہیں کیا کہ میری زندگی ہی میں اس کو ہلاک کر دیا کہ جسے کہ جو جھوٹا ہو وہ پہلے مر جائے۔ بلکہ مولوی صاحب کی دعا کے الفاظ میں وہ وسعت ہے کہ جب کبھی بھی مرزا صاحب بنیر توبہ کے مرے شیعے ان کی دعا قبول سمجھی جائیگی چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر میلہ یہ یہ ہوا تھا کہ آپ کے بعد مرا۔ مگر آخر کار چونکہ بے نیل مر ام مرا۔ اس لئے دعا کی سخت میں شک نہیں۔ پس مولوی صاحب فقوری کی دعا کا دعایا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مرزا صاحب میری زندگی میں مرے یا یہ کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے اور مولوی صاحب علی گڑھی نے تو اتنا بھی نہیں کیا۔ آپ نے مرزا صاحب ان دونوں بزرگوں کی نسبت کیا کھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

مولوی غلام دستگیر فقوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے

میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مر گیا۔ اور ضرور ہم سے پہلے مر گیا کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو ہم بہت جلد آپ ہی مر گئے۔ اور اس طرح پران کی صورت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ (اربعین نمبر ص ۵۶)

اس عبارت کا دعویٰ مولوی صاحب فقوری کی عبارت سے بالکل الگ ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جتنی عبارت پر ہم نے خط دیا ہے اتنی عبارت پر مرزا صاحب نے بھی خط دیا ہے۔ گویا اشارہ ہے کہ یہ عبارت زیر خط بعینہ وہی ہے جو مولوی صاحب ان نے لکھی ہے۔ حالانکہ یہ اس سے بالکل جھڑپی ہے۔ بہر حال جو کچھ ہے اس کا مطلب بھی ناظرین سمجھ لیں کہ اس محرف عبارت میں بھی نہیں ہے کہ ہم (مولوی دمزا) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا۔ بلکہ وہ قطعاً مرزا صاحب کو کاذب قرار دیکر بقول مرزا صاحب ابد دعا کرتے ہیں۔ لیکن ناظرین کس حیران ہو گئے کہ اس کتاب اربعین ص ۵۶ کے گیارہویں صفحہ پر پھر اس محرف عبارت میں یوں تیم کی گئی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

ان نادان غلاموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا۔ کہ اس نے اپنے رسالہ میں کوئی مہار

نہیں لگائی۔ یہ ہم جی مانتے ہیں۔ مرزا یو یاد رکھنا کہ کوئی یہ دعا نہیں لگائی۔ (دمرقع)

یہی دعا کی کیا الہی اگر میں مرزا غلام احمد کی تکذیب میں حق پر نہیں تو تجھے پہلے موت دے

اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں حق پر نہیں تو اسے مجھے پہلے موت
دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اسکو موت دیدی۔ دیکھ کیسی صفائی سے فیصلہ ہو گیا

صفحہ ۱۱-

اس عبارت میں کیسی صفائی کا ہاتھ دکھایا ہے لیکن میں کہ اس نے دعا ہی یہ کی تھی۔ حالانکہ
اس کو اس دعا کی خبر تک نہ ہوگی۔ بھلا ایسی دعا وہ کیسے کر سکتا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم باوجود سچے نبی ہونے کے پہلے کذاب سے پہلے انتقال کر گئے۔ مسلمان باوجود
ان کا ذہب ہونے کے صادق سے پیچھے مر کیا کسی اہل علم کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ اس قسم کی
دعا کرے۔ مگر چونکہ وہ مولوی صاحبان انتقال کر گئے۔ اسلئے مرزا صاحب کو ایک
سوق بات بنانیکا مل گیا۔ اس انھوں نے جھٹ سے اپنے مریدوں کی عقلوں پر قبضہ کر کے
کی کوشش کی۔ بلکہ گریس کیا۔ اور اپنے دل میں یقین کر لیا کہ کسی کو کیا ضرر
ہے اتنی تحقیقات کر لیا کہ اصل کتاب میں کیا ہے۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ امر تیسرے
مرقع نکلنے والا ہے۔

اور سنیچے ایک مقام پر آپ اسی عبارت کو یوں لکھتے ہیں۔
غلام دستگیر کی کتاب دور نہیں مدت سے چھپر شایع ہو چکی ہے دیکھو کس دلیری
سے لکھا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر گیا۔ اشتہار انامی یا ناسٹ
اس عبارت میں کس دلیری سے کام لیا ہے کہ مولوی غلام دستگیر کے لکھنے کا
مقول اس جگہ کو بتاتے ہیں :-

”ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر گیا“

مرزا ابوالخیر احمد ذرا انصاف کر کے ہم کو دکھا دو کہ مولوی غلام دستگیر نے یہ
لکھا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر گیا۔

معاذ اللہ! ستغفر اللہ کیسی خیانت مجرمانہ ہے کہ مخالف کے کلام کو بگاڑنا اور کلام
صدرت بتا کر پیش کیا جائے۔ پھر اس خیانت مجرمانہ کہ بخیر قرار دیا جائے۔ چہ خوش
ایں کر امتی ملی ماچہ عجب گریہ شایہ دگفت باران شد

اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب صاف صاف اور صحیح صحیح واقعات سے اپنی کامیابی نہیں جانتے جب ہی تو ایسی خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ مخالف کی کتاب ہر ایک کے پاس تو ہونگی نہیں۔ پس جو کوئی ہماری تحریر دیکھے گا وہ انہیں دیکھگا وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جتنے ہمارے مریدین ہیں خیریت سے ان کو اتنی تو جہت ہی نہیں کہ کسی غیر کی سچی بات کو بھی سن سکیں۔ اسلئے اگر کوئی مخالف ان کو اصل عبارت دکھائے گا تو ان کو ذرا نہیں ہوگا۔ چنانچہ ہم نے اسکا خوب تجربہ کیا ہے کہ عوام کمالا فام تو کیا اچھو پڑے مکے مولوی صاحبوں اور بابوؤں سے کہنا کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ مولوی صاحبان کی تصدیقات سے دکھا دو۔ دونوں مرحوموں کی کتابیں ان کے سامنے رکھ دیں۔ کتابوں کو ادھر ادھر اٹ کر کچھ برابر کر چلتے ہیں۔

طریقہ: ایک روز میرے پاس دو مرزائی آئے اور مرزا صاحب کی تعظیمات میں سبب اللہ ہوئے لگے میں نے کہا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تَذَكُّرٌ لِّعِبَادٍ اِنَّا فَاعِلُونَ یعنی جھوٹ بولنے والے الہام ربانی کے خلاف نہیں ہو سکتے۔ بلکہ شیطان کے سونے ہیں اس آیت سے ایک عالم ہول مٹا ہے کہ ہم اگر جھوٹ بولتا ہے تو وہ ہرگز ہم ربانی نہیں ہے نہ وہ کچھ ہی دکھائے ہم دکھاتے ہیں کہ مرزا صاحب جھوٹ بولتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اعجاز احمدی کے ساتھ پر میری نسبت لکھا ہے:-

”مولوی خالد دودا نے کیلئے در بدر فراتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے

کفن یا وعظ کے بیویوں پر گزارہ ہے“ ۳۳

حالانکہ نہ مینے کبھی کفن لیا نہ وعظ گوئی پر یہ اگر ارادہ ہے نہ وعظ گوئی میرا پیشہ۔ امرستہ اور پھر بیرونجات کے دوست و دشمن شہادت دے سکتے ہیں۔ یہ بات کہ میں کسی مسجد کا امام نہیں ہوں پھر جو میری نسبت لکھا کہ دوپیہ کے کفن اور دوا آنے کے وعظ پر گزارہ کرتا ہے جھوٹ نہیں تو کیا ہے۔ بتاؤ۔ مگر انہوں نے میری تقریر ان پر یوں معلوم ہوتی تھی کہ گویا گرم لوسے پر پانی کا چھینٹنا ہے کہ پھٹتا رہی نہیں۔ کیوں اسلئے کہ دن کا خیال ہے

پھر سے زمانہ پھر سے آسمان ہوا پھر جائے۔ بیتوں سے ہم نہ پھر میں ہم گئے خدا پھر جا

اب ہم ایک مثال اس امر کی دیتے ہیں کہ مرزا صاحب جس طرح مطلب برابری کی
لے مخالف سے کہ کلام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اڑے وقت پر اپنے حق میں بھی اسی ہتھیار
سے کام لیا کرتے ہیں۔ اپنے اپنے کلام کو بھی مروڑ کر ٹکڑ ٹکڑ کر دیتے
ہیں۔ کیوں نہ ہو جو بازی بازی باریش با باری۔
آپنے پادری آتھم کی بابت لکھا تھا۔

ہا آہا ملک دے دیں مگر آیا جائے گا۔ (جنگ مقدس ص ۱۱۱)

مگر یاد جو اس قیصر اور متحد پندرہ ماہ کے اس سپیدی سحر سریر بھی مرزا صاحب نے
اپنا دست شفقت یوں صاف کیا کہ اس کا مطلب یوں لکھتے ہیں:-
میں نے دوپٹی اتھم کے باعث میں قریباً ساٹھ آدمیوں کے رو برو کیا تھا کہ ہم دونوں میں
سے جو بھلا ہے وہ پیغمبر جاوے گا۔ (اربعین نمبر ص ۱۱۱)

یہی عبارت کئی ایک جگہ لکھی ہے۔ اشتہار افغانی پاشا نے بھی اسی طرح ہے۔
مرزا نے خود خدا را انا تو سوچو کہ اس عبارت میں مرزا صاحب نے جو دعویٰ کیا ہے
کہ یہ کہتا تھا اس کو کھانا کا لفظ غور سے دیکھو۔ پھر اصل مقام پر الفاظ پڑھو۔ دہلی اور دیگر
مقامات کے اہل زبان اور اردو دان مرزا کی دو سزا ان دونوں عبارتوں کا مقابلہ کر کے دیکھو
اور کہنا تھا کہ مضمون سمجھ کر بتاؤ کہ کون جی نے یہی کہا تھا جو اس عبارت میں دعویٰ کیا ہے۔ خدا
اصل مقام کو جنگ مقدس ص ۱۱۱ سے لگا کر سامنے رکھو اور اس عبارت کو بھی دیکھو پھر بتاؤ کہ جھوٹ کے
سر سینگ ہوتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس مقابلہ میں تم سمجھ جاؤ گے۔
جھوٹ کو سچ کو دکھانا کوئی انسو کیجئے

اور اگر تم ان دونوں مقالوں کا مطلب ایک ہی سمجھو تو ہم یقین نہیں کہ تم کچھ بھی سمجھو۔

فَمَا يَهْدِيكُمْ هَذَا لَتَقُولُوا لَكَ يَكْفُرُونَ قَدْ يَكْفُرُونَ حَتَّى تُلَاقُوا

آب ہم تم سے ایک سوال کرتے ہیں کہ اگر ائمہ دینی بیگموی کا یہی مطلب تھا کہ جھوٹا سچ کی
زندگی میں مرجا بیگا اور اُس کی سی یاد پندرہ ماہ کوئی نہ تھی۔ تو پندرہ ماہ کے ختم ہونے پر تم
لوگوں پر حشر کریں قائم ہوا تھا۔ کیوں نہ ہدی اور میاوی مرحوم نے مرزا صاحب کو لکھا تھا کہ

غضب تھی تجھ پہ سنگ چھٹی ستمبر کی ۛ نہ دیکھی تونے نکل کر چھٹی ستمبر کی
 کیوں مرزا صاحب نے اس وقت یہ عذر نہ کیا کہ ابھی تو میں زندہ ہوں پھر بیگیوی کا کذب
 کیسے؟ کیوں نہ یہ کہا کہ میں نے فزیہ کہا تھا کہ میری زندگی میں مر گیا۔ جتنا کہ میں زندہ ہوں
 بیگیوی بھوٹی نہیں ہو سکتی۔ کیوں یہ عذر نہ کیا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ آقا خرم دل سے رجوع کر گیا جبکی
 نصیر بھی خیریت سے یہی کہہ دل میں ڈر گیا۔ پھر اس ڈرنیکے یہ مننے بتائے کہ امرت سے
 فیروز پور جا رہا، واہ سبحان اللہ! کوہ کندن و کاہ برادر دن اسوی کہتے ہیں۔

ان تشکیلات سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ میر سید احمد خاں مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے
 خواہ کچھ ہی ہوں فنی تصنیف میں وہ اہل اہل اور دیانتدار تھے خلاف اسکے مرزا صاحب
 قادیانی مذہبی اعتقادات سے قطع نظر فنی تصنیف میں بھی اعلیٰ درجہ کے خائن تھے۔
 مخالف کے کلام کو صحیح نقل نہیں کر دیتے ہمارا کہ بوقت ضرورت اپنے کلام کو بھی بگاڑ دیتے
 تھے ان کی عرض یہ نہیں ہوتی تھی کہ ناظرین کو صحیح صحیح واقعات سنائیں اور سنا نہیں بلکہ انکی
 غرض صرف خود غرضی ہوتی تھی۔ سب جس طرح سے بن پڑے حاصل کرنے کی کوشش کرتے
 تھے۔ ناظرین اس بحث میں نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریر میں کوئی واقعہ نہیں تو
 جتنا کہ تحقیق یہ ہو تصدیق کرنے کے قابل نہیں۔

مرزا میرزا یہ نہ سمجھ کر اس تحریر کا لکھنے والا کون ہے بلکہ دیکھو کہ لکھا کیا ہے پس ان واقعات
 کو غور سے دیکھو اور نتیجہ پاؤ گے

میر عیول کو دیکھ کر میری دنا کو دیکھ کر ۛ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر
 اس ساری تحریر کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ مرزا صاحب واقعات صحیح میں کذب بیانی کرتے
 تھے۔ تو ان کی بنوت اور رسالت کا کیا حکم ہے۔ یہ کہ
 رسول قادیانی کی رسالت
 باطل ہے بلکہ کلامات

مرزا صاحب کے الہامات کی کیفیت

پہم کئی ایک وہاں مشغل مسئلہ کو حل کرنے کے مرزا صاحب کے مخالفین کا منہ بند کر چکے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو الہام نہیں ہوتے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہر قسم میں مگر کس کیفیت سے اس کی کیفیت سے کہ آپ کو جس بات کا خیال لگا رہتا ہے اس کی نسبت جو ایک واقعہ گذرتا ہے وہ الہام ہے۔ یہاں بات ہے کہ دوسرے لوگ اس کو خیال خام یا بلی کو چھپڑوں کا خواب کہیں۔ مگر لا مناقضۃ فی الاصطلاح (اصطلاح پر اعتراض نہیں۔ مرزا صاحب کی اصطلاح میں یہی الہام ہے۔ اس کی ایک تازہ مثال سینچے قادیانی اخباروں نے ایک نئی بے برکی اثر لائی ہے۔ لکھتے ہیں:-

۴ جولائی ۱۳۹۷ء کی صبح کو حضرت ام المومنین (درویشہ مرزا) بعد صاحبزادگان دیگر بیت و انار و خدام و اہلبیت حضرت مولوی نور الدین صاحب قریبا اٹھارہ گن ہیرا جی حضرت میر ناصر نواب صاحب دس مرزا) پانچ چھ روز کے واسطے بغرض تبدیلی ہو الاہور کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اس قافلہ کی روانگی سے تین چار روز پہلے عاجز راقم (ایڈیٹر) نے ایڈیشن ماہسترنا کہ کو ایک خط لکھا تھا کہ اس قافلہ کے واسطے ایک دریا نہ درج کی گاڑی کے چند چٹے زرد رنگے چائیں تاکہ ضرورت ہو تو انکے گاڑی منگوا لی جائے۔ وہ خط ایک خاص آدمی کے ہاتھ روانہ کیا گیا تھا۔ اور اس میں تاریخ اور وقت صبح لکھا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے مطابق ۱۴ جولائی کی صبح کو یہاں سے روانگی ہوئی۔ اسی روز بعد نماز عصر حضرت اقدس بیچ موعود (مرزا صاحب) نے مسجد مبارک میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کو خاص طور پر مخاطب کیا جبکہ عاجز راقم بھی پاس ہی کھڑا تھا۔ اور فرمایا کہ: آج دو بجے دن کے مجھے خیال آ گیا کہ ہمارے گھر کے آدمی اب شاید امرتسر پہنچ گئے ہوں گے اور یہ بھی خیال تھا کہ امن امان سے لاہور پہنچ جائیں۔ تب اس خیال کے ساتھ ہی کچھ غور کی ہوئی تو کیا دیکھنا ہوں کہ خود کی والی (جونیج) اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہے۔ میرے سامنے پڑی ہے اور اس میں کشمکش کے والے قریباً اسی قدر ہیں اور میں اس میں سے کشمکش کے والے کھار ہوں اور میرے دل میں خیال گذر رہا ہے

کہ ان کی حالت کا مذہب سے امداد الٰہیہ مراد کچھ رنج اور ناخوشی ہے کہ سفر میں ان کو پیشتر آئی ہے یا آئے گا۔ یہ ہے۔ پھر اسی حالت میں میری طبیعت الہام الٰہی کی طرف منتقل ہو گئی اور اس بارے میں الہام ہوا خیر لہم۔ خیر لہم یعنی ان کے لئے بہتر ہے ان کے لئے بہتر ہے۔ بعد اسکے اسی نظارہ خواب میں چند پیسے دیکھے کہ وہ اندر نشانی پر دالت کرتے ہیں جیسا کہ چنے کی دال بھی ایک ناگوار اور رنج کے امر پر دالت کرتی ہے۔ فقط۔

یہ الہام اور خواب شاہک حضرت اقدس (مرزا صاحب) صاحب مول اندر نشانی لے گئے۔ اور اس کے سننے میں اس وقت تمام جماعت جو نماز کے لئے آئی ہوئی تھی شامل بنی خلیفہ رضی اللہ عنہ صاحب شیخ علی محمد صاحب سردار گرجوں وغیرہ محبت سے دوست تھے حضرت اقدس کے اندر جانے کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب نے دوبارہ دوبارہ اسی سحر میں پھر یہ سب لوگوں کو اسی وقت سنا یا۔ کیونکہ بعض لوگ جو دور تھے انہوں نے حضرت کی آواز اچھی طرح نہ سنی تھی غرض اس الہام اور خواب کی جب اچھی طرح اشاعت ہو گئی تو شام کے اپنا ایک کامی جو سب قافلہ کو ریل پر سوار کر کے واپس آیا تھا اس کی زبان سے معلوم ہوا کہ میں دو پہر کی گرمی میں ریل کے اندر مسافروں کی کشاکش سے بچنے کے واسطے جو نظام ریلروں کا کیا تھا وہ نہ ہو سکا کیونکہ لاہور سے کوئی الگ گاڑی اس مطلب کے واسطے نہیں ہو سکتی تھی۔ اور اس سبب سے تشویش ہوئی۔ اس طرح خواب کا حصول ہوا۔ مگر پھر بھی ہوجب تک الہام کے فیض پر رہی اور مولیٰ گاڑی میں آرام سے بیٹھ کر چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ خواب اور الہام تو ایک ہی طرح پورا ہو گیا ہے مگر کیا خیال مجھے باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ چیزیں جو رنج اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہیں وہ دوبارہ دکھلائی گئی ہیں۔ لیکن اول چنے کی دال دکھائی گئی اور پھر چند پیسے دکھلائے گئے۔ ایسا ہی الہام بھی دو دفعہ ہوا کہ خیر لہم خیر لہم اس لئے دل میں ایک یہ خیال ہے کہ خدا خواستہ کوئی اور امر کر دے پیشتر نہ آیا ہو جس کے لئے دو دفعہ وہ ایسی چیزیں دکھلائی گئیں کہ علم تعبیر کی رو سے رنج اور تشویش پر دلالت کرتی ہیں اور ایسا ہی ان سے منظر رکھنے کے لئے دو دفعہ الہام ہوا کہ خیر لہم خیر لہم۔ یہ میرا خیال ہے خدا تعالیٰ

ہر ایک سچ سے محفوظ رکھے۔ آمین :- (بدھ (جولائی ۱۹۷۷ء)
 اس ساری تقریر کو بخود پڑھنے سے مرزا صاحب کی وحی کی حقیقت صاف کھل جاتی ہے
 کہ آپ ان خیالات کا نام الہام اور وحی بخود فرماتے ہیں جو عموماً فکر کے موقع پر ایک
 انسان کو سنبھاکرتے ہیں۔ پس انکو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مولوی عالم مرزا صاحب کے
 ایسے الہامات کی تکذیب کرے۔ ہر کہ شکا آرد۔۔۔ گردو۔

مرزا قادیانی کی تحریروں میں اختلاف

(۱) دیکھو آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۷ میں مرزا غلام احمد تحریک کرتے ہیں :-
 بنو کے متعلق میں بہت کا دعویٰ نہیں ہوں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج

سمجھتا ہوں :-

اور پھر دیکھو ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں :-
 ”خدا کے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام یعنی بھی رکھا اور نبی بھی۔
 اے مرزا ایسا سلام سے خارج کون ہوا خود بدولت میں یا کوئی اور۔ ؟
 (۲) دیکھو ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۷ میں تحریر کرتے ہیں :-

”میں خاتم رسول بنیاد وہ ام کتاب“

اور پھر دیکھو واقعہ البلاء کے صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں :-

”سچا خدا ہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“

(۳) ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۷۷ میں تحریر کرتے ہیں :-

”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آئنا جاکو نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول برپا
 چھانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین جو سطح جبریل ملے ہے اور باب نزول جبریل پر پیرائے وحی
 رسالت سدود ہے“

اور پھر دیکھو اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۷ صفحہ ۹ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۷ء میں لکھتے ہیں :-

انہما سے ہم تقدس نے مجھے وحی کی انی انا الرحمن واقعہ کا دلی اور پھر وحی ہوئی انی
لا ینفک لدی المسلمون

ای مرزا ایو اب نیا سلسلہ وحی کا کون جاری کرنا ہے جو بدولت یا کوئی اور؟
(۴) اور دیکھو آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۱۳ میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں:-

”اے لوگو دشمن قرآن مت بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو

اُس خدا سے شرم کرو جبکہ سامنے حاضر کئے جاؤ گے“

اور دیکھو واقعہ اہلہاء کے صفحہ ۱۱ میں وحی مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پرنازل ہوئی اُسکی جہالت یہ ہے ان اللہ کا بغیر مابین حق
یغیر و اما انفسہم اذہ آوی القریۃ یعنی خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو
سرگرد نہ نہیں کریگا جب تک لوگ اُن خیالات کو دور نہ کر لیں جو اُن کے دلوں میں ہیں یعنی
جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں“

مرزا ایو انہیں بیان سے کہو کہ اپنے قول کے خلاف خاتم النبیین کے بعد وحی اور نبوت
کا نیا سلسلہ کون جاری کرنا ہے (اور خدا سے کون بے خوف ہو رہا ہے۔

کشتی نوح میں مرزا غلام احمد کا چار جھوٹ
کشتی نوح کے صفحہ ۱۱ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:-

”اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ قریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے
کہ سیاح مبعود کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے
اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں“ حاشیہ میں لکھتے ہیں:-

”سیاح مبعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی کتابوں میں موجود ہے۔“

”مکاشفات جلد ۱“

چھلا جھوٹ | قرآن شریف میں یہ کسی جگہ نہیں تھا ہے کہ سیاح مبعود کے وقت طاعون

پڑیگی اگر کوئی حدیث الی قرآن شریف میں سے دکھا دے تو مرزا صاحب کا کہنا سچا اور نہ زبان سے اتنا تو اُس کو کہنا چاہیے لعنت اللہ علی الکاذبین ۱

دوسرا جھوٹ کتاب ذکر یابی کے باب ۱۸- آیت ۲ میں یہ سرگز نہیں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی بلکہ اُس میں تو اُن لوگوں پر مری پڑیگا ذکر ہے جو پوشم پر چڑھ آئینگے۔ ہوا ہذا ہے۔

۱۱ اور وہ مری کہ جس سے طاعون ساری قوموں کو جوڑنے کو پوشم پر چڑھ آویں ماریگا۔ سو یہ اُنکا گوشت جو وقت دے اپنے پائل پر کھڑے ہوئے قنا ہو جائیگا۔ ذکر یا بابل آیت ۱۲- ر
ذیل جھوٹ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۸ میں یہ نہیں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ اس کے برعکس اُس میں لکھا ہے کہ جب جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آئیں گے تب مری پڑیگی اور ہوشیال آویں گے۔ دیکھو غور سے دیکھو انجیل متی باب ۲۴- آیت ۳۔

در جب وہ زیتون کے پہاڑوں پر بیٹھا تھا اُسکے شاگرد اُلک اُسکے پاس آئے اور بولے کہ ہک پہوگا اور میرے آنے کا اور دنیا کے آخر کا نشان کیلئے ہے۔ (۱۱) اور یسوع نے جواب دیکے اُنہیں کہ خبردار ہو کہ کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ (۱۵) کیونکہ بہتر ہے میرے نام پر آویں گے اور تمہیں گے میں مسیح ہوں اور بدشہنوں کو گمراہ کرینگے (۱۶) اور پھر تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے نیز درگھبر اور موت۔ کیونکہ ان سب باتوں کا واقع ہونا ضروری ہے۔ پر اُنکے آخر میں ہے (۱۷) کیونکہ قوم قوم پڑاؤں بادشاہت بادشاہت پر چڑھیں گے۔ اور کال اور دباؤں اور جگہ جگہ زلزلے ہونگے (۱۸) پھر یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہیں۔ متی باب ۲۴- آیت ۲۔ تب اگر کوئی کہے دیکھو مسیح یہاں ہے یا دہلے تو یقین مت لاؤ۔ (۱۹) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آئیں گے اور بڑے نشان اور کرشماتیں دکھاویں گے۔ یہاں تک کہ اگر ممکن ہو تا تو ہرگز بدوں کو بھی گمراہ کر لیں گے۔ (۲۵) دیکھو میں تمہیں پہلے سے کہہ چکا ہوں۔ (۲۶) پس اگر وہ تمہیں کہیں دیکھو وہ جنگل میں ہے تو باہر مت جاؤ۔ دیکھو وہ کھٹری میں ہے تو مت باور کرو (۲۷) کیونکہ جیسے کبلی پورب سے کوڑھتی اور پھم تک چمکتی ہے ویسے ہی انسان کے پیٹے کا آنا ہوگا ۱۱

آئے مرزا ایسا ایمان سے کہو کہ انجیل متی میں طاعون اور زلزلوں کا ہونا مسیح موعود کی
صادق کی علامت لکھی ہے یا مسیح کا ذب کی ؟
چوتھا چھوٹا | مکاشفات یوحنا باب ۲۲۔ آیت ۸ میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ مسیح موعود کو
وقت طاعون پڑیگی۔ دیکھو باب ۲۲۔ آیت ۸۔

۱۱ اور مجھ پوچھنے ان چیزوں کو دیکھا اور سنا۔ اور جب میں نے دیکھا اور سنا تھا تب میں
فرشتے کے پاؤں پر جس نے مجھے یہ چیزیں دکھائیں سجدہ کرنے کو گوارا۔

آئیے مرزا ایسا انھیں خدا سے ڈر کہ مسیح ہی کہو کہ طاعون اور زلزلے مسیح موعود کی علامات
ہیں یا مسیح کا ذب کی۔ کیا تم میں سے کوئی حق کا طالب یا راست گو یا صاحب تحقیق بھی ہے
یا سب اندیوں کی طرح ہیں کہ جو کچھ مرزا صاحب نے لکھ دیا ہو کہ یہاں ہے وہی سچ ہے۔
افسوس ہے ایسے شخصوں کی عقل اور حالت پر جو حق اور باطل میں دیدہ دانستہ نہیں
نہیں کرتے۔ اور بطل افسوس ہے ایسے لوگوں کی دلیری پر جو دیدہ دانستہ لوگوں کو دیکھ کر
میں ڈالنے کے لئے جھوٹ تحریر کریں۔ جیسے کہ مرزا صاحب نے کشتی نوح میں لکھ دیا کہ
قرآن شریف میں اور ذکر یاسینی کی کتاب ۱۱ میں اور انجیل متی ۲۴ میں اور مکاشفات
یوحنا ۲۲ میں لکھا ہے کہ مسیح کے وقت میں طاعون پڑیگی۔ حالانکہ کسی میں ایسا نہیں
لکھا بلکہ انجیل متی میں تو یہ صاف لکھا ہوا ہے کہ جب جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے
تب طاعون پڑیگی اور زلزلے آئیں گے۔ پس بشہادت انجیل متی صاف صاف آفتاب وغیرہ
کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی باطلہ کے باعث طاعون
پڑی اور زلزلے آئے ہیں۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے یا رو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

اللہ دانا



چیتان مرزا قادیان اور اسکے حل کرنے پر مرزا کو پالنسور و سہ العام

آج ہم یہ مضمون انعامی چیتان مرزا لکھتے ہیں اور مرزا صاحب کو ایک مہینہ کی
مہلت دیتے ہیں۔ پس ہمارے مرزائی دوست جو مدلوں سے ہم پر خفا ہیں۔ اس چیتان مرزا
کو حل کر اگر ہم سے اپنی شہیدگی کا نعم البدل (مبلغ پالنسور) پائیں۔ پس اب غور سے
سناتے جائیں۔ ۶

لو جگر ختام کے مٹھو مری باری کی

ہر ذی صاحب از اللہ اور ہم ہیں عذات مسیح کے شکاریں لکھتے ہیں :-

« از آنجا که ایک یہ کہ ضرورت تھا کہ آنوالا ابن مریم الف ششم کے آخر میں پیدا ہونا کیونکہ خلقت
عامہ و زمانہ کے عام طور پر پھیلنے کی وجہ سے اور حقیقت انسان پر ایک فطاری ہونے
کے باعث سے وہ روحانی طور پر ابو البشر یعنی آدم کی صورت پر پیدا ہونے والا ہے اور
بڑے علامات اور نشان اسکے وقت ظهور کے آشیل اور فرکان میں یہ لکھے ہیں کہ اُس سے پہلے
عالم کو ان میں روحانی طور پر ایک فساد پیدا ہو جائیگا۔ آسمانی نور کی جگہ دھان لے لیگا اور ایک
عالم پر دھان کی تاریکی چھا جائیگی۔ ستارے گر جائیں گے زمین پر ایک سخت زلزلہ آجائے گا
مرد و حقیقت کے طالب ہو گئے ہیں تصور بڑے رہ جائیں گے اور دنیا میں کثرت سے عورتیں
پھیل جائیں گی ایسے سفلی لذات کے طالب بہت ہو جائیں گے۔ جو سفلی خزانوں اور دھان کو نیز
سے باہر نکالیں گے مگر آسمانی خزانوں سے بلکہ ہر ہو جائیں گے۔ تب وہ آدم جس کا دوسرا نام
ابن حرم بھی ہے بغیر وسیلہ یا بقول کہ پیدا کیا جائیگا۔ اسی کی طرف وہ الہام اشارہ
کر لے گا جو براہین میں درج ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے اس وقت ان اختلاف مختلف
الذم۔ مینے ارادہ کیا کہ اپنا حلیہ بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ آدم اور ابن مریم
در حقیقت ایک ہی مضمون پر مشتمل ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ آدم کا لفظ قضا الرجال کے

۱۔ یہ مضمون ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء کے مرکز میں نکلا تھا۔ مسئلہ اپنے مختار پر

موت پر ایک دلالت نامہ رکھتا ہے اور اس میں کمال لفظ دلالتِ نافیقہ و گور و نافیقہ کے استعمال سے حضرت باری کا عطا اور مراد ایک ہی ہے۔ اسی کی طرف اس الہام کا بھی اشارہ ہے۔ یہاں میں درج ہے (اردو یہ ہے۔)

اِنَّ السَّمْعَوْنَ وَالْاَصْنَافَ كَانُوا يَنْقُضُونَ اَعْقَابَهُمْ لَمْ كُنْ لَهُمْ اَخْبِيَاءٌ وَكَانَ اَعْرَابُهُمْ
 فِي سَبِيلِ اِيْمَانٍ بَدَّحْتُهُمْ اَوْ حَقَّاقٍ وَمَعَارِفٍ اَوْ مُشِيْدَةٍ هُوَ كُنْ لَمْ يَكُنْ اِسْخَافُ
 عَنْ كُفُو لِيَا مِيْنِ اِيَّكَ جَهِيْزًا اَوْ اَنْفَاسٍ مِيْنِ جَهَادٍ اَسْتَاخَتْ كِيَا جَاهِدُ - اب جبکہ اس کام
 تقریر سے ظاہر ہوا کہ ضرور ہے کہ آخر اٹھنا آدم کے نام پر آتا اور ظاہر ہے کہ آدم کے
 بطور کے وقت در در ششم قریب عصر ہے جیسا کہ حادیث صحیحہ اور تہذیب سے بھی ثابت ہوتا
 ہے۔ اس لئے ہر ایک شخص کو ماننا پڑیگا کہ وہ آدم اور ابن مریم ہی حاضر ہے۔ (انالطریق الاول)
 اس عبارت کا خلاصہ دو حرف ہے کہ مرزا صاحب دنیا کی عمر کے چھٹے ہزار کے خاتمہ کے
 قریب آنے کے مدعی ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ دنیا کی عمر کے بابت مرزا صاحب نے
 کیا کہا ہے۔ شکر ہے کہ اس بات کا جواب مرزا صاحب کے ازالہ ہی سے ملتا ہے۔
 آپ فرماتے ہیں۔

۱۱ میں اس سے پہلے کچھ چکا ہوں کہ قرآن کریم کی عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر
کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیر میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا مثلاً
یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ نبوت تک مدت گزری تھی وہ تمام مدت سورہ القصص کے اعداد و حدود میں
مجاہد قری ستر سچ ہے یعنی چار ہزار ساٹھ سو چالیس۔ اب بتاؤ کہ یہ دقائق قرآن میں
میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں ”ربما ان الله يصل جلاله ازال
طبع اول صفحہ ۳۱۱۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کی عمر تقریباً ۱۷۰۰ (ساتھ سو) سال تھی۔ بدینہ خوبیا۔ اچھا ان چالیس میں سے ۱۰ سال افاست کہ کے ملائے جائیں جو قبل از ہجرت تھے۔ نو چار ہزار ساٹھ و تیرہ سو سال

ہوئے چھ ہزار پورے کرنے کے لئے ان میں بارہ سو ستائیس سال ملائے کی ضرورت
 ہے پس سترہ بارہ سو ستائیس ہجری کو دنیا کی عمر بقول مرزا جی چھ ہزار پوری ہو گئی جیسا کہ
 آج ۱۲۵۷ھ میں پچتر سال ہوئے ہیں۔ بہت خوب
 آئیے اب ہم اس مرحلے کو بھی طے کریں کہ مرزا صاحب کس سنہ میں مامور یا رسول ہو کر
 تشریف لائے ہیں۔ آپ اپنے ازالہ میں خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں
 "الطیفہ چترہ کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جلالاً
 بعد لائیں ہے ایک یہ بھی ہنسا رہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہو گا
 اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشتی طور پر اس مندرجہ
 ذیل نام کے اعداد و حرف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرہویں صدی کے
 پورے ہوئے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ سننے نام میں مستر کر رکھی
 تھی۔ اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے بعد پورے تیرہ سو
 اور اس فقہ کاویان میں ہجر اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ
 میرے دل میں ڈالا گیا کہ منت ہجر اس عاجز کے تمام دنیا غلام احمد قادیانی کسی کا بھی
 نام نہیں۔ اور اس عاجز نے ساتھ اکثر یہ عادت ائمہ جاری ہے کہ وہ سچا نہ بھولتے
 اعداد و حرف و فتحی میں میرے پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ ایک دفعہ بیٹے آدم کے ساتھ
 پیدا پیش کی طرف توجہ کی تو مجھے اشارہ کیا گیا کہ ان اعداد پر نظر ڈال جو سورہ الفصاح
 کے حروف میں ہیں کہ انہی میں سے وہ تاریخ نکلتی ہے ملازالہ صفحہ ۱۸۵
 اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب سترہ بارہ سو ستائیس پر تشریف لائے ہیں
 تو صاف ثابت ہوا کہ آپ چھ ہزار کو جو بارہ سو ستائیس ہجری پر پورا ہو چکا تھا انہم کر کے
 ساتویں ہزار کے شروع سے تیرہ سو سال بعد آئے ہیں۔ بہت خوب
 یہی مصنفہ دن کھلے نظروں میں آپ کو تسلیم ہے۔ آپ رسالہ دافع البلاء میں لکھتے ہیں
 "الحامون جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں بلکہ ایک سبب سے ہے
 وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا جو تمام نبیوں کی

ہینگریوں کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوئے۔ " (روائع البلاغ صفحہ ۱۲)
 اس عبارت میں مرزا جی نے صاف صاف اور کھلے لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے کہ اس
 ساتویں ہزار میں آیا ہوں حالانکہ آپ کو سنالہ جہ میں آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ عصر کے بعد بھی
 تو دن کا کچھ حصہ ہوتا ہے جو سارے دن کے پانچویں حصے سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔
 سارا دن جب ایک ہزار سال کا ہوا تو پانچواں حصہ دو سو سال کا ہو گا پس آپ کو سنالہ
 ہجری کے نصف میں آنا چاہیے تھا۔ مگر آپ بہت لیٹ ہو کر پورے ۱۳۰۰ ہجری کے
 خاتمہ پر تشریف لائے تاکہ ٹین بھی چلی گئی۔ یہی لیٹ آپ کی عدم صداقت کی دلیل ہے۔
 لطیفہ مرزا صاحب کی چالاکی اور شہیاری کی توہم داد دیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ
 ترویدہ دیوسف رہنمیدہ شہیدہ کے بود مانند دیدہ

آپ نے دیکھا کہ صرف غلام احمد کے اعداد (۱۱۲۴) ہوتے ہیں۔ یہ تو ثبت کہ میں تسلیم
 جھٹ سے اپنے نام میں اپنے قصہ کی نسبت کو بھی دخل کر کے پورا نام غلام احمد دانی
 بنایا۔ پھر کس لطافت سے کہتے ہیں کہ اس وقت پھر اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد
 قادیانی کسی کا نام نہیں۔ واہ سبحان اللہ الباسا اللہام کہ نام میں مقامی نسبت کو بھی
 دخل کر کے کھڑی بنایا گیا ہے۔ ایسے الہام کو کون جھوٹا کہے۔ مگر تو بھی لوگ ایسے کہہ رہے
 ہیں کہ ایسے الہام پر بھی ایمان نہیں لاتے۔ سچ ہے کہ
 اس کرامت دلی باچہ عجیب گریہ شنید و گفت باران شد

چیتان مرزا امیر

ادم ثان

ہمارے مرزا صاحب کو چوبار یکساں بار یکساں نکات سے جھٹتے تھے شاید ہی کسی کو
 سے جھٹتے ہونگے۔ اٹھارہ امدادیہ کی ذہانت اس مشہور زمین سے بھی بڑی ہوئی ہے
 جیسے تیلی کا کوئلہ بچک کر بہت غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ نکالا تھا کہ یہ آسمانی لوگوں کی سرمدانی

ہے۔ وہ سبحان اللہ یہ کیا کمال تھا۔ ہمارے سرزاجی میں اس سے بھی زیادہ کمالات ہیں آپ خیر سے کل انبیاء علیہم السلام کے ہمنام اور ہم تہ میں۔ بلکہ کل انبیاء کے اوصاف کمال کے جامع چنانچہ آپ کے خلیفہ راشد حکیم نور الدین صاحب لکھتے ہیں :-

”میں نے اس صفوں کو قبل از عشا حضرت امام مہم خلیفہ احمد سمیع موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ان اعتراضوں کی اصل ہے معجزات و خوارق کا ہونا یہ لوگ اسی ایک میں ان ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور یہ لوگ اور ان کے دل و دماغ کے یہ معجزہ بھی بدستہ سے اسی قسم کے معجزات و امور میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا اُس کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اُڑا دیا۔ اس وقت مناسب یہ ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تندی سے دیا جائے کہ جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ ان سب کے صدق اور حقیقت کے ثابت کرنے کے لیے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اُسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا تعالیٰ کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود اور تیار ہے۔ کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اٹھائے“ (نور الدین ص ۱۲)

حضرت عیسیٰ نے تو آپ کو مشاہدت کا دیرینہ دعویٰ ہے۔ مگر ناظرین یہ شکرتیر ان ہونگے کہ آپ با و آدم بھی میں لینے آپ کا نام ملا را علی ہیں آدم ثانی بھی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنا آدم ثانی ہونا بڑے شہدہ سے ثابت کیا ہے غور سے سینے آپ فرمائے ہیں :-

”سو یہ زمانہ جو آخر الزمان ہے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے۔ اور اس کا نام بھی آدم رکھا جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے ظاہر ہے اور پہلے آدم کی طرح خدا نے اس آدم کو بھی زمین کے خلیق انسان بنا دیا۔“

سے خالی ہونے کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں جلالی اور جالی سے پیدا کر کے آپس
اپنی روح پھونکی۔ کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی
قولہ پائے اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بنکر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش
کی رو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا۔ یعنی اس نے جیسے
بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا۔ جیسا کہ الہام یا اذم اسکن انت و زوجتک الخ
میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پر
یہ شکیوٹی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو جہدی کامل اور خاتم ولایت حامی ہے اپنی جسمانی
خلقت کی رو سے جوڑا پیدا ہو گا یعنی آدم صغی اند کی طرح مذکر اور مونث کی صورت پر
پیدا ہو گا اور خاتم اولاد ہو گا۔ کیونکہ آدم نزع انسان میں سے پہلا مولود تھا۔ سو
ضروری ہو کہ وہ شخص جس پر کمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد
ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔

اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس بیگمادی کے مطابق بھی
ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام حنت تھا اور
الہام کہ یا اذم اسکن انت و زوجتک الخ جو آج سے بیس برس پہلے برائیں احمدیہ کے
صفحہ ۹۶ میں درج ہے اس میں حنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی
جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام حنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ ہو کر فوت ہو گئی
تھی غرض کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صغی اند سے مشابہت دی تو
اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود پر میرے حکیم
مخلوق کی طرف سے چلا آتا ہے مجھے آدم کی خواہر طبیعت اور واقعات کے مناسب حال
پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے منجملہ ان کے یہ ہے کہ
حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنی ایک مرد اور ایک عورت
ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ
ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام حنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد کے

یہ نکلا اور میری پند میرے والدین کے گھر میں کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا
 میں اون کے لئے قائم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے
 جسکو بعض اہل کشف نے مہدی قائم الولايت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور
 بیان کیا ہے کہ وہ مہدی آخری جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا
 نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست ہدایت پائیگا۔ جس طرح آدم نے خدا
 سے ہدایت پائی تھی۔ اور وہ اون علوم و اسرار کا حامل ہوگا۔ جن کا
 آدم خدا سے حامل ہوا تھا۔ اور ظاہری مناسبت آدم سے اسکی یہ
 ہوگی۔ کہ وہ بھی زوج کی صورت پر پیدا ہوگا۔ یعنی مذکر اور مؤنث دونوں
 پیدا ہونگے جس طرح آدم کی پیدائش تھی۔ اون کے ساتھ ایک مؤنث
 بھی پیدا ہوئی تھی۔ یعنی حضرت حوا علیہا السلام۔ اور خدا نے جیسا کہ
 ابتداء میں جوڑا پیدا کیا۔ مجھ پر بھی اس لئے جوڑہ پیدا کیا۔ کہ تا ولایت
 کو آخریت کے ساتھ مناسبت قائم پیدا ہو جائے۔ یعنی چونکہ ہر ایک وجود
 مسلسلہ بروازات میں دورہ کرتا رہتا ہے۔ اور آخری بروز اس کا نسبت
 درمیانی بروازات کے اتم اور اکمل ہوتا ہے۔ اس لئے حکمت
 الہیہ نے تقاضا کیا کہ وہ شخص جو آدم صلی اللہ کا آخری بروز
 ہے۔ وہ اس کے واقعات سے اشد مناسبت پیدا کرے۔
 سو آدم کا ذاتی واقعہ یہ ہے کہ خدا نے آدم کے ساتھ حوا کو بھی پیدا کیا
 سو یہی واقعہ بروازات کے مقام میں آخری آدم کو بھی پیش آیا
 کہ اس کے ساتھ بھی ایک لڑکی پیدا کیگی۔ اور ایسی آخری
 آدم کا نام عیسیٰ بھی رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو
 کہ حضرت عیسیٰ کو بھی آدم صلی اللہ کے ساتھ ایک مناسبت تھی
 لیکن آخری آدم جو بروزی طور پر عیسیٰ بھی ہے۔ آدم صلی اللہ
 سے اشد مناسبت رکھتا ہے۔ کیونکہ آدم صلی اللہ کے کسی حقیقی

بروزات کا دو ممکن تھا۔ وہ تمام مراتب بروزی وجود کے
طے کر کے آخری آدم پیدا ہوا ہے۔ اور اس میں اتم اور
اکمل بروزی حالت دکھائی گئی ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ
کے صفحہ ۵۰ میں میسرے نسبت ایک یہ خدا تعالیٰ کا کلام
اور الہام ہے کہ خلق آدم فاکرم یعنی خدا نے آخری آدم کو
پیدا کر کے پہلے آدموں پر ایک وجہ سے اس کو فضیلت
بخشتی۔ اس الہام اور کلام الہی کے یہی معنی ہیں کہ گواہ آدم
صغی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے۔ جن میں سے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے
(تزیان القلوب صفحہ ۱۵۶)

یہ ایسی پرزور دلیل ہے۔ کہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ مگر افسوس ہے
تھا لغت نے مخالفوں کے دانت ایسے تیز کر رکھے ہیں۔ کہ ایسی صاف
اور مستقیم تقریر پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً کہ اس کا کیا ثبوت
ہے۔ کہ حضرت آدم اور حوا (جوڑے) پیدا ہوئے تھے۔ یہ دعویٰ ہے
محض بے ثبوت ہی نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کے صحیح خلاف ہے۔ قرآن
شریف میں صاف مذکور ہے خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (خدا نے آدم کی
بیوی اس میں سے یا اس کی جنس سے پیدا کی۔ ان دونوں زوجوں
کو تو الفاظ قرآنی برداشت کر سکتے ہیں مگر آپس جو فرمایا ہے کہ آدم
اور حوا (جوڑے) پیدا ہوئے تھے۔ یہ محض گھبراہٹ کا کہنا ہے۔
اسی ضمن میں مرزا صاحب نے حضرت شیخ اکبر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا
قول بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

اس بیگونی کو شیخ محمد الدین ابن العربی نے قصوں حکم میں نصیحت میں لکھا ہے اور
در اصل یہ بیگونی فعل آدم میں رکھنے کے لائق تھی مگر انہوں نے نصیحت کو اولاً سیر

کاتبہ کا مصداق سمجھ کر اسی شخص میں اُس کو کھدیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس بگہ
 شیخ کی اصل عبارت نقل کریں اور وہ یہ ہے **وعلى قلعه شديت يكون الخرمولود ولد**
من هذا النوع الاضافي وهو حاصل اسرار في ولبين بعدة ولد في هذا النوع فليس
خالف الاولاد ولقد سمعته اخذ له فخرهم قبله وخرج بعدا يكثر اناسه عند حليلها
ويكون مولده بالصدين ولقته لغت بلده ولبين الحتم في الجلال والنساء فيكثر النكاح
من غير ولا ذرة وديعه هم الى الله فلا حجاب (ترتیب القلوب)

مناسب ہے کہ اس عربی عبارت کا ترجمہ پہلے ہم ناظرین کو سنالیں تاکہ مرزا صاحب کی غلط بیانی
 اُن کو بخوبی ذہن نشین ہو سکے۔ ترجمہ یہ ہے :-

یہ حضرت شیت کے طریق پر سب سے آخر نوع انسانی کا ایک بچہ پیدا ہوگا اور وہ اُس کے اسرار کو لئے
 ہوئے ہوگا اور اس سے بعد نوع انسانی میں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا پس وہ نوع انسانی کے لئے
 خاتم الاولاد ہوگا اُس کے ساتھ اُس کی ایک ہمیشہ پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلی اور وہ اُس سے
 بعد نکلیگا اُس لڑکے کا سر سبزی ہمیشہ کی دونوں ٹانگوں میں ہوگا اور اُس بچے کی ولادت
 چین میں ہوگی۔ اور اُس بچے کی زبان یعنی گفتگو اسی دھیمی زبان میں ہوگی۔ اُس بچے کے بعد
 مردوں اور عورتوں میں غم لینے بے اولادی عام ہو جائیگی۔ نکاح تو زیادہ ہو سکے مگر بغیر اولاد
 کے وہ بچہ لوگوں کو آمد کی طرف بلا سکے گا مگر اُسکی سنی نہ جائیگی۔ یعنی کوئی شخص اُسکی ہدایت پر عمل
 نہ کریگا۔

اس کلام کا مطلب صاف ہے کہ قریب قیامت کے نوع انسان میں ایک بچہ چین کے ملک
 میں پیدا ہوگا جو بڑا ہو کر چینی زبان میں چینوں کو وعظ کریگا اُس سے بعد کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا
 اور اس کے بعد کچھ آہستہ و بیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔

اب غور سے سنئے کہ ش قادیانی اُسکو اپنے پر کس طرح دکاتے ہیں۔ فرماتے ہیں :-

یعنی کامل ان لوگوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد اسکا چین ہوگا
 یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا اور ضروری ہے کہ
 عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اسکو وہ علوم و اسرار دے جائے گے جو شیت کو

دیئے گئے تھے۔ اور اسکے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنی اسکی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے پہلے حصے میں کہ وہ اپنی باپ کا آخری فرزند ہوگا اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلیگی اور وہ اسکے بعد نکلیگی اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوگا یعنی دختر سموی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلیگا اور پھر پیر اور اسکے پیروں کے بعد ہاتھ اس پس کاسر نکلیگا جیسا کہ میری ولادت اور میری توالد ہمیشہ کی ظہور میں آئی۔ اور پھر لفظ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اس زمانہ میں مردوں اور عورتوں میں باخجہ کا عارضہ سرایت کر گیا۔ نکاح بہت ہو گیا لہذا لوگ مباشرت سے نہیں رکھیں گے مگر کوئی صالح بندہ پیدا نہیں ہوگا اور وہ زمانہ کے لوگوں کو خدا کی طرف بلائیگا مگر وہ قبول نہیں کریں گے اور اس عبارت کے شارح نے جو کچھ اس کی تشریح میں لکھا ہے وہ یہ ہے:-

پہلا سولہ جو آدم کو بھیجا گیا وہ نیت ہے اور ایک لڑکی بھی جنتیث کے ساتھ بعد اسکے پیدا ہوئی پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جاول اور آخر میں ہوتی ہے وہ نوع انسان میں متفق کرے اس لئے اس نے ابتداء سے مقدر کر رکھا تھا کہ طرز ولادت پس آخری پیر اول سے مشابہت رکھے پس پس آخر جو خاتم الخلفاء تھا اور جو جاس پیش گوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عقائد میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء اجم میں سے پیدا ہونے والا تھا عرب سے اور وہ حضرت شیت کے علوم کا حامل تھا۔ اور پیش گوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اسکے بعد یعنی اسکے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عظم سرتبت کرگی یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور حشیہوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفہ عالم سے فقور ہو جائیں گے وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور حرام کو حرام۔ پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (۱۵۸۰ء)

۱۔ آپ کے تو (بقول آپ کے) لاکھوں مرید ہیں پھر یہ پیش گوئی آپ پر کیسے صادق آسکتی ہے؟
۲۔ اصل کتاب میں اسطرح ہے۔

۳۔ اگر یہ پیش گوئی آپ کے حق میں ہے تو مرزائی وحشی میں کیونکہ آپ کے بعد کوئی صالح بندہ پیدا نہ ہونا چاہیے۔
مرزائی دوستوں! کیا کہتے ہو؟ (مصنف)

مرزا یونان ایمان سے کہنا عربی عبارت سامنے رکھ کر اپنے پیروں کے کمالات کو سمجھ کر کہتا۔ کیا عربی عبارت کا یہی مطلب ہے جو کرشن جی کہتے ہیں۔ پہلا انا تو بتلاؤ کہ یعنی در یعنی لگانے کا کرشن جی کو کہا جاتا ہے۔ کیا تم ایمان سے کہہ سکتے ہو کہ یوں مولانا بالصدقین کے مطابق مرزا صاحب پر یہ عبارت چسپاں ہو سکتی ہے؟ پھر اس طرفہ پر طرفہ یہ ہے کہ آپ ختمۃ الوحی ہیں اسی عبارت کو ایسا صاف محرف کرتے ہیں کہ یہ دونوں کے بھی کان کتر ڈالے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

و شیخ محمد الدین ابن العربی نے کہا ہے کہ وہ چینی الاصل ہو گا ۲۰ ص

اس کمال حیران کو دیکھئے کہ جس عبارت کو آپ ہی نقل کرتے ہیں اُسی کو دوسرے مقام پر ایسا لگا دیتے ہیں کہ یہ ساختہ منہ سے نکلیا گیا ہے:-

کیونکہ میرے بارہو کہ ایفائی کرو گے۔ کیا وعدہ تمہیں کر کے کرنا نہیں ۳۲ ص
الحیفہ ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ مرزا صاحب اس جگہ نو حضرت ابن العربی کا قول اس قدر لاتے ہیں۔ مگر تقریر وعدۃ الہیہ میں انہی ابن العربی اور ان کے مذہب کی نسبت وہ بے لفظ شاق ہیں کہ الامان۔ مگر یہاں انہی کے قول کو اور وہ بھی محرف کر کے سنہ اپیش کیا ہے۔ کیا سچ ہے۔

اُس نقش پاکے مجدد نے بات کیا ذلیل میں کو چہ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

ہم نے جناب سچ سوچا کہ کیا دیکھ کر تبہ ہو گیا

اس عنوان سے ایک طویل مضمون تادیانی اخبار الحکمہ اجدری میں نکلا ہے جو کئی ایک نمبروں میں ختم ہوا ہے۔ اس مضمون کا لکھنے والا ایسا طویل نویس ہے کہ ہم جس مضمون پر اس کے دستخط دیکھ پاتے ہیں اس کو نہیں پڑھتے۔ اگر لغز و کجما جائے تو یہی مرزا صاحب کا ایک مرید ہے جس طرح مرزا صاحب طویل نویسی میں شاق ہیں۔ یہ رقم بھی کم نہیں بلکہ ان سے بھی کسی قدر زیادہ۔ مگر ایک دوسرے کی شرائش سے ہم نے بادل ناظر اس مضمون کو پڑھا اور جواب

کی طرف توجہ کی۔ بیٹھے۔

سارے مضمون کا خلاصہ دو فقروں میں ہے جو خود رقم ہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ رقم مضمون لکھتا ہے۔

وہ اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کے دعوے کا دار و مدار انگریزوں کا اس میں مرکز پر مشتمل ہے کہ یہ تمام اسلام کی صداقت کا زبردستی ہے اور کہ اسلام میں یہ طاقت موجود ہے کہ اس کی پیروی کرنے سے اس کا ایک ہی پیر و وحی والہام سے مشرف کیا جا سکتا ہے اور اس میں کیوں نہ ہو اس پر کو اختیار کریں جو اصل الاصول اور نیکو خیر تہلو ہے۔ (انکم انجری)

۱۷ مکالمہ

راہ مضمون کی بے نظریہ دعویٰ پر منقسم ہے ایک تو یہ کہ اسلام میں یہ برکت ہے۔ بہت خوب نہیں اس سے توجہ نہیں۔ دوسرا حصہ جو آپ کی اصل مراد ہے یہ ہے کہ مرزا صاحب اس کا زندہ نمونہ ہیں چنانچہ مرزا صاحب خود بھی تہذیب اسلام کا نمونہ اپنے دعوے جو وحی کو پیش کیا کرتے ہیں (دیکھو تریاقی انقلاب) پس اس دوسرے حصہ پر ہماری بحث ہوگی یعنی اس امر پر کہ مرزا صاحب دوسری دور و الہام و وحی ہیں۔ لیکن اس بحث سے پہلے ہم ناظرین کو ایک مختصر سی سناٹہ ہیں کہ مرزائی جنگ کا صحیح نقشہ جو ہم نے آج سے سالہا سال پہلے جنگ میں پیش کیا تھا جسکو اس وقت مرزائیوں نے غلط سمجھا تھا۔ رقم مضمون نے اسی صحیح سمجھا ہے۔ وہ نقشہ کہتے رسالہ الہامات مرزا میں لکھ دیا تھا کہ مرزائی سباحش میں نہ در صرف سہولت پر ہونا چاہیے کہ مرزاجی کے الہامات صحیح ہیں یا غلط۔ اسکا نتیجہ بھی یہی نکلا تھا کہ اگر مرزاجی اپنے الہامات میں جیسے ہیں تو اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ مقررہ نہیں ہیں۔ پھر جو کچھ وہ فرمائیں کسی کسبت کی تفسیر کہ نیکی وحی صحیح ہوگی۔ اور اگر وہ اپنے الہامات میں کاؤب نہیں تو کہ بعض شرعی مسائل میں وہ حق بجانب ہیں یا اسکا پہلو قوی ہو تو بھی وہ صحیح ہو و یا نہ ہو خود نہیں جانتے۔ انھوں نے کہہ دیا کہ مرزائیوں نے کہہ دیا کہ مرزائی ہیں لیکن منطوق یہ تھا کہ مرزائیوں میں اگر یہ نہیں تو جملہ ہے۔

لے کے دوبارہ التجا کر کے لکھو خدا خدا کر کے

اچھوٹے کہ موضوع بحث کا تو مقرر ہو گیا۔ اس لئے سڑک صاف ہے۔ پس اب ہم ناظرین کو خوشخبری سناتے ہیں کہ اس موضوع میں ہمارا ایک زبردست رسالہ ہے جس کا نام ہے الہامات مرزا۔ اس رسالہ میں مرزا صاحب کے الہامات کا وہ مدلل خاکہ اڑایا ہے کہ آج تک مرزا سے نہ کسی مرزائی سے اسکا جواب بن پڑا۔ اچھوٹے ہم بطور نمونہ مرزاجی کے الہامات کا نقشہ منسلک ہیں غور سے سنئے۔

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں یوں تو بقول لکھے سینکڑوں تک پہنچتی ہیں۔ مگر وہ عموماً اسی قسم کی ہیں جو گزشتہ ایام میں انہماک جاسع العلوم مراد آباد کے شیخ مرزا جی اویٹر نے ایک پنڈت جی کی نسبت کی تھیں کہ صبح اٹھتے ہی پنڈت جی کو پانچاٹھ پیٹاب کی حاجت ہوگی۔ پنڈت جی کہہ انا کھانگے تیرسید اُن کے معدہ میں اتر جائیگا۔ غرض مرزاجی کی پیشگوئیاں بھی بہت سی اسی قسم کی ہیں۔ مگر حجت ایسی بھی ہے کہ انکو مرزا صاحب خود بھی اپنے لئے مار صدق و کذب بجا اور منسلک تھے ہیں۔ بہتر ہے کہ اُن پیشگوئیوں کی فہرست مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں تہا دیں۔

مرزا صاحب سالہا شہادت القرآن میں عبد اللہ اعظم۔ پنڈت لکھرام۔ مرزا احمد بیگ اور اُنکے داماد کی نسبت پیشگوئیوں کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:-

یہ پیشگوئیاں ہندوستان کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔ یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے۔ اور ان میں سے دو پیشگوئیاں جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت عظیم الشان ہے۔

اس تحریر میں مرزا صاحب نے مرزا احمد بیگ اور اُن کے داماد والی پیشگوئی کو مسلمانوں سے تعلق بتلایا ہے گو ہمارا حق ہے کہ ہم سب پیشگوئیوں کی جانچ کریں لیکن چونکہ مرزا صاحب نے اس فقرے میں صرف ایک ہی پیشگوئی کو ہمارے حصہ میں دیا ہے۔ اسلئے ہم بھی سروسرست اسی ایک کو بطور نمونہ جانچتے ہیں۔

شکر ہے کہ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو واضح لفظوں میں بیان کیا ہوا ہے۔ آپ رسالہ کرامات الصوفیہ میں لکھتے ہیں:-

”قال اخا شجاع شہید ذہبوت بعدہا والہا الی ثلاث سنۃ من یوم الکاح

ثم يزوجها اليك بعد موته مما ولا يكون احدهما من العاصمين“ (ابن مسعود ر.ق)
یعنی خدا نے کہا ہے کہ وہ عورت لیٹے مرزا احمد بیگ کی لڑکی (جبکہ نکاح میں آنے کے متعلق مرزا صاحب کو الہام ہوتے تھے اور وہ دوسری جگہ بیابھی گئی تھی) بیوہ ہو جائیگی اسکا خاوند اور اسکا باپ روز نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائینگے پھر ہم (خدا) اسکو تیرے (مرزا کے) پاس (نکاح میں) لے آئیگے اور ان دنوں میں سے اُسکی حفاظت کرنیوالا کوئی نہ ہوگا۔

اس سحر میں مرزا صاحب نے احمدیہ گ اور اُسکے داماد کی موت یوم نکاح سے تین سال تک بتلائی ہے۔ اب ہم کو یہ دکھانا ہے کہ اس پیشگوئی کی آخری تاریخ کیا ہے شکر بلکہ صد شکر ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں اس امر کی تحقیق کرنے سے بھی سبکدوش کر دیا۔ آپ رسالہ شہادت القرآن میں لکھتے ہیں :-

یامرزاحمداغیکہ ہوشیارپوری کے دامادکی نسبت پیٹنگنی جوٹی ضلع لاہورکا باشندہ ہے جسکی سجاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱۔ ستمبر ۱۹۹۶ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے

مفتی - ۱۸۱ -

یہ تجارت باور بند لپکار رہی ہے کہ احمد بیگ کا داماد (ظال عمرہ) ۲۱- اگست ۱۹۹۴ء کو
وفا میں نہ رہنا چاہیے تھا۔ مگر ناظرین کس حیرت سے سینٹ کے کہ باوجود یکہ سیوا کو ختم ہو سکتا
اپریل ۱۹۹۵ء کو تیرہ سال سات ماہ گزر چکے ہیں مگر وہ جوان (ظال) بقاہ آج تک زندہ سلا
ہے جس کی ذلت کی خبریں سن کر مرزا جی اندر ہی اندر کہہ رہے ہیں۔

ناظرین! یہ ہے مرزا جی کی وحی اور الہام کا نوید جو آپ حضرات نے دیکھ لیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ راقم مضمون مرزا جی کی بگڑی ہوئی وحی کو کیوں کھنکھواتا رہا ہے۔ لیکن وہ یاد رکھئے۔

من روح الى العظام تبغى شبا بها
ولن يصالح العظم ما افسد الدهر

۱۴ ایک ٹریسٹیا عونت و مسرت کو جا رہی تھی کہ سر کھیلالوں کو سیاہ کرے ایک خوش طبع شاعر نے اسے چیکیکو یہ شعر پڑھا کہ عکلا دے پاس جہولنی کا ساز و سامان لینے چلی ہے۔ ہلا بلو زانے کے اثر سے شراب ہر چوک پہ آئے عکلا کرکینا اسنو اڑھایا۔ یہ شعر شاعر نے جو اپنے کسی اہل علم اور ادراک مند شخص کو دیا اس کے جواب میں یہ مضمون (پیرہہ رقم ۱)

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی بیشکوی مرزا صاحب نے ایسی نہیں کی جو پیش از وقت صاف بتلائی ہو پھر اسکا وقوعہ بھی اسی طرح ہوا ہو۔ اور جبکہ وہ قاعدہ بتلا یا جاتا ہے وہ ایسی گول بول ہیں کہ موم کی ناک سے بھی زیادہ خرم ہیں۔ ہم اس امر کے ثابت کرنے کے لئے افضلہ تعالیٰ کافی مصالحہ رکھتے ہیں اچھا ہوا کہ نامہ نگار مذکور نے یہ پہلو خود ہی اختیار کیا ہے۔

شیشہ کے کی طرح اسی ساقی : چھٹی ٹیوٹ کہ بھڑ سے بیٹھیں ہیں

مرزا قادیانی اپنے منہ سے کافر

آج کل مرزا صاحب کے کافر ہونے نہ موم نے پرہیز کچھ موٹا کیا ہے اور ہی ہیں مگر ہم کج جس طریق سے مرزا جی کا کافر ہونا ثابت کر چکے وہ سب سے آسان تر ہے اور افضلہ یہ ہے کہ مرزا جی کا لہنا اقرار ہے مرزا جی حاتمہ البشیر سے ہیں لکھتے ہیں :-

یہ مکان لی ان ادعی النبوة واخرهم بالاسلام والحق بقدم کافرین (۱) یعنی یہ جاہل نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں

مرزا جی کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ دعویٰ نبوت اسلام سے خارج ہوئے اور کافر ہونے کا موجب ہے۔ اب سنیہ کہ مرزا جی نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہیں۔ پورا ہے حوالے تو یہ لوگوں کو معلوم ہیں کہ کس کس آن بان سے انکار نبوت ہوتا تھا۔ اگر آج ایک نیا حوالہ سب سے واضح تر بتلا کر مرزائیوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ کیوں ایسے شخص کے پیچھے چلے ہو جو بھول خود کافر ہے۔

مرزا انہوں نے بیچے کا حوالہ بغیر مسند امرزا جی کہتے ہیں :-

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی کی شریعت کے رسول اور نبی ہیں :- (۲) یعنی اصل کتابیں

کی ایسی ہی ہوتی ہیں جن پر کتاب نازل نہیں ہوئی :- (دہرہ مارچ ۱۹۱۹ء)

مطلب یہ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں حضرت عروہؑ کو کرنا سچا وغیرہ علیہم السلام کی

طرحی بی ہوں۔ ہمیشہ خوب سے

یار ما اس سال دعویٰ رسالت کر رہا

ہرگز ایجواد بانداری سے ان دونوں کلاموں کو مان کر نتیجہ نکالو۔ تم میں سے جو فرد اس مطلق حجت

ہوں، ان کی آسانی کے لئے ہم یہاں معذرتی کبریٰ بنا کر نتیجہ بتلاتے ہیں۔ مستحوا

مرزا نے دعویٰ نبوت کیا۔ (سنوئی)

اور بقول مرزا جی دعویٰ نبوت کرنا الاکافر ہے۔ (کبریٰ)

نتیجہ تم غم ہی سوچ لو کہ کون کافر ہے۔

اگچھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں بلو آپ اپنے دام میں مبتلا ہو آگیا

مرزا صاحب کا ترجمہ سے ایک سوال

اور

میری طرف سے جواب

قابل کو حجتہ مرزا صاحب نام میں ان مرزا صاحب

بیسویں صدی کے ایک بڑے دانشور اور فاضل تھے۔ جنہوں نے مرزا صاحب کو دیکھ کر

میں سے غایت فرما کر مرزا صاحب کا دعویٰ سننے پر تیار ہوئے تھے۔ یہی تازہ حجتہ تھی جو ان کے پاس تھی۔

ایک سوال کیا ہے جو وہ اپنی قابل قدر ہے۔ کہ مرزا صاحب کو چار سے کسی سوال کا جواب

نہیں دیا کرتے۔ مگر ہم کیوں نہیں دیتے؟ مرزا صاحب کے سوال کو ان کی کتاب

میں نقل کرتا ہوں۔ مگر اس سوال کی وجہ مرزا صاحب کی پیش آئی ہے کہ وہ فروری ۱۸۴۷ء

کے اخبار المحدثین میں لکھا گیا تھا کہ وہ ایک صاحب نام مرزا ایک صاحب مرزا صاحب

کو کہ ایک ایسا ایسا صاحب نام ہے جو ان کے لئے ہے۔ مگر کیا اس مرزا صاحب نے میری

نسبت غلط لکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

دوبارہ ہے کہ میرے نشاؤں کو سنکر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابوجہلی مادہ کے جوش سے انکار کے لئے کچے حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انھوں نے یہی عادت دکھلائی۔ اور بعض افتر کے طور پر اپنے پرچہ در فرزدی سے ۱۹۷۰ء میں میری نسبت یہ لکھ دیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کے صحت یاب ہونے کی نسبت اوٹکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یاب ہو جائیگا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افتر کا ہم کیا جواب دیں بجز اس کے کہ لعنہ اللہ علی الکاذبین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں بتلائیں کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب رحمہ صحت یاب ہونے کی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو اخبار الحکم اور ہمیں شیل ہر چکے ہیں کئی نسبت تھے؛ لیکن کفن میں پیدیا گیا۔ ۷۷ سال کی عمر اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ ان المناہیا لا تقشع سھاما لینے موتوں کے تیریل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ الہام مولوی عبدالکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ان ایک خواب میں ان کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خواب میں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابیں دیکھ لو خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اس کی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے یہ حال ان مولویوں کا ہے جو بڑے دیانت دار کہلاتے ہیں جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بڑا کام نہیں۔ ایسے جھوٹ کو خدا نے جس سے ملنا بہت دی ہے۔ گریہ لوگ، جس سے پیڑ نہیں کرتے، (تمتہ عقیدۃ الوحی)

جواب ۷۷ آری صدارت الیہ کے
کفر و نا خدا خدا کر کے

شکر صد شکر ہے کہ مرزا صاحب بھی اس صول میں ہمارے ساتھ متفق ہوئے ہیں کہ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بڑا کام نہیں۔ پس اب ہمیں واقعات صحیحہ سے یہ بتلانا ہے کہ جھوٹ کون بولتا ہے۔ ہمارے مرزائی دوست کچھ صحیح صحیح واقعات پیش کرنے میں موزور سمجھیں اور یہ جانیں کہ اگر ہم ان واقعات کو پیش نہ کریں گے تو وہ کسی طرح مٹ

نہ جائینگے۔ پس وہ ٹھٹھکے دل سے ان واقعات کو سنیں اور سچ جھوٹ کو بڑی متانت سے جانچیں میں جانتا ہوں کہ انسان فطرۃً مجبور ہے کہ محبوب کے عیوب دیکھنے اور سننے کے وقت اسکی آنکھ اور کان بند ہو جاتے ہیں۔ لیکن انکو یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر وہ نہ سنیں گے تو ان کے مخالف تو ضرور سنیں گے پھر کسی موقع پر اچانک انکے سامنے اگر وہ واقعات پیش ہو گئے تو کیا جواب دینگے۔ اسلئے ذرہ الشاف اور وصلہ سے سنیں۔ ہم سے جہاننگ ہو سکا ہے اس فنون میں مرزا یوں کی دلشکنی کا بہت لحاظ رکھتا ہے۔ حتی المقدور ان الفاظ سے بچے کہ مرزا صاحب کو مستحق جاننے ہیں ہم کام نہیں لیا تاکہ ہمارے مرزائی دوستوں کو اصل مضمون سمجھنے میں مانع نہ ہوں۔ بہر حال لغو نہ سنیں :-

عبارت مرقومہ بالا میں مرزا صاحب نے ایک تو اس سے انکار کیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کی بابت کوئی الہام مصغیبا کی کا نہیں ہوا تھا۔ دو مہینے دو مہ سال اور نیا اولے الہامات سب مولوی عبدالکریم کے حق میں تھے۔ پس ان دو بھی امور کا نزدیک ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ ناظرین رسالہ حضور صابر زانی دوست لغو نہ سنیں :-

مولوی عبدالکریم کی علالت کی خبر پہلے پہل اسکے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء میں نکلی تھی۔ جبیں بہت بڑی کمزوری کے بعد مرزا صاحب کے چند ایک الہامات درج تھے۔ جو یہ ہیں :-

۱۔ ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے۔

جبکہ چیرا دیا گیا ہے۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔ بڑا

خواب میں دیکھا کہ مولوی نوال الدین ایک کپڑا اور مے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں۔

فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر روزنا اچھا ہوتا ہے۔ اور میری رائے میں طبیب کا

روزنامہ مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔ منہ کامل ۱-۲۔

گو بھی ایک الہام مع الہامی تفسیر کے ہمارے دعوے کے اثبات کے لئے کافی ہے مگر ہم اسی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اور بھی بہت کچھ پیش کرتے ہیں۔ ذرا غور سے سنئے :-

۱۔ ستمبر ۱۹۰۵ء کے الحکم میں ۷ ستمبر کا واقعہ لکھا ہے :-

۱۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا اللہ تعالیٰ کے نشان اس طرح کے ہوتے ہیں انسان کی لطافت

نہیں ہوئی کہ ظاہر کر سکے۔ فرمایا مولوی صاحب کی زیادہ علالت کئے وقت میں بہت دعا
کرتا تھا اور بعض نشتے بہرے آگے آگے جیسے ناامیدی ظاہر ہوتی تھی اور ایسا ہلکا
ہوتا تھا کہ برون کا وقت پہلے اور ظاہر طبع کی رو سے بھی معاند ہونا ک تھا۔ کیونکہ وہ اپنے
دل کو سر لائن ہو جانے کو پس پنا شکل میں تاسا ہے۔ اس دعا میں نے بہت نگاہ لگائی
تھا کہ کہ وہ لکھنا اور اشارت نازل کی اور عبد اللہ شریف والا غائب میں نے دیکھا جس سے
تائید در غناک دل کو لکھی ہوئی جو کہ مرشد انبار میں حبیب چکا ہے۔ (تو کہ مکالمہ ۱۲)
اور بتیہ کا واقعہ اس سے بھی واضح تر ہے۔ (اوپر لکھ کر لکھتا ہے۔)

حضرت اقدس صاحب مولیٰ تشریف لائے تھے کہ (در ایک روایا خواب) بیان کی جو بڑی
اہم بنا کر اور پیش روایا ہے جس کو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کر دیا ہے۔
فرماتے تھے کہ اگر کسی جعفر زلمانات اور پیشورات ہو سے تھے ان میں نام نہ تھا لیکن
آج تو اہل دعا لے سے خود مولوی عبد الکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے
اس روایا خواب کو سن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کو لے گئے ہیں تو خدائی عجیب قدرت
کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ سارے زخم پر انکو آگیا ہے۔ واللہ مدد علی ذالک
عرض ہو وقت تک زخم کی حالت ایسی ہی تھی۔ اور مولوی صاحب مولیٰ نے اس میں غصہ
اور لقاہرت ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ کچھ دن سے کہہ لیا کچھ نہیں تھوڑی سی بخوبی
یا دو دو پٹیلے ہیں۔

بہر حال رب کریم کے تصور سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے بندے کو صاف
ذکر لکھا جائے گا تو میں یہ کہ مولوی صاحب کہ لکھنے خاص طور پر دعا میں کر سکتے

والکرم۔ (تو کہ مکالمہ ۱۳)

مولوی اور مولوی اس کو کہہ دے کہ وہ کہہ سکتے ہو کہ ہمارے علم حضرت
کے قدرہ لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب کہ اگر کسی صاحب پر (تو کہ مکالمہ ۱۴)
جتنی تم ان کے کہنے پر دم نہ کرنا تو اس پر اسے کہہ دو کہ اسے بخوبی میں ایسے کہتے
ہے کہ کہہ سکتے ہو کہ اس سے یا کہ کہہ لکھنا ان کے کہنے سے بہت بڑی بشارت کی نشان کو تو میں

اس سے ارفع جانتا ہوں کہ انکی نسبت میں کاذب یا کذاب کا لفظ لکھوں۔ مرزا صاحب کے مباحثات کی بنیاد اب کسی منقول یا معقول پر مبنی نہیں رہی بلکہ واقعات کی تحقیق پر ہو جائیں ہر ایک عالم اور جاہل حصہ لے سکتا ہے۔

اور پچھلے ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء کو روایا دیا کہ مرزا غلام قادر صاحب میرے

بڑے بھائی نہایت سفید لباس پہتے ہوئے میرے ساتھ جا رہے ہیں اور کچھ باتیں کرتے ہیں ایک شخص ان کی باتیں سن کر کہتا ہے کہ یہ کیسی فصیح بلیغ گفتگو کرتے ہیں گویا پہلے سے حفظ کر کے آئے ہیں۔ فقط۔

فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جب کبھی ہم اپنے بھائی صاحب کو خواب میں دیکھتے ہیں تو اس سے مراد کسی مشکل کام کا حل ہو رہا ہوتا ہے۔ آجکل چونکہ مولوی عبدالکریم صاحب کے واسطے بہت دعا کی جاتی ہے۔ اس واسطے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو شفا دے گا۔ غلام قادر سے خدا سے دعا کی قدرت کی طرف اشارہ ہے۔ ص ۱۲۸

پھر ص ۱۲۸ پر لکھا ہے۔

یہ شیخ ذرا احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کرتے ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں **وَلَا تَكُن مِّنَ الْهَادِیْنَ** **مِنَ الَّذِينَ هَادُوا إِلَىٰ قَوْلِهِمْ هَٰذَا فَذَرِكُوا** فرمایا اس سے ظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واسطہ اعظم صلہ کالم ۱۲

پھر کالم ۱۲ پر اس سے بھی زیادہ وضاحت کی گئی ہے۔ لکھا ہے۔

۲۱ ستمبر کو اعلیٰ حضرت (مرزا صاحب) حضرت مولوی (عبدالکریم صاحب) کے لیے بہت دعا

کرتے رہے۔ اس پر ایام ہوا **طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ قُبَّةِ الْوَحْدَانِ** (صل)

یعنی ہم پر بدر چڑھا جس کا صاف مطلب ہے کہ مولوی عبدالکریم صحت یاب ہو گا۔

مرزا اعلیٰ دوستو! ہمارے جوابات کو دیکھ کر متلاسم کہ مرزا صاحب نے کوئی الہام یا ہوا
نوشخری مولوی عبدالکریم کے لئے ظاہر نہیں کی؟ اگر نہیں کی تو اوپر کی عبارت کا مطلب یہ

کیا ہے۔ کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ تم لوگ اگر محبت میں پھنس کر واقعات صحیحہ کو نہ دیکھو گے تو کیا دنیا بھی اندھی ہے۔ اور اگر ان حوالات میں کوئی البتہ تسلی بخش یا خوشخبری صحت بخش ہے تو پھر یہ حضرت کیوں انکار کرتے ہیں۔ جو حقیقہ الہی کے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔
 "اور انکو ہر مسئلہ کو ہمارے ایک مجلس دوست یعنی مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اسی بارے
 کا ردِ بکل یعنی سرلان سے فوت ہو گئے تھے۔ اُن کے لیے بھی میں نے دعا کی تھی مگر ایک بھلی آواز
 اُن کے لئے تسلی بخش رہنا" (صفحہ ۳۲)

مرزا یحیٰو کیا تم جو صلہ کر سکتے ہو کہ اُن حضرت یا اُن کے خلیفہ سے دریافت کرو کہ جھوٹ (یا)
 جس کھانے کے برابر ہے یا کم و بیش اور یہ کہ قادیانی اصطلاح میں جھوٹ بولنا لازمہ نبوت
 ہے یا سانی آہ

آپ ہی اپنے ذرا جو روستم کو دیکھو۔ ہم اگر عرض کریں گے تشکیکات ہوگی
 ہم نے تو اپنے دعوے کا ثبوت کافی دیدیا ہے کہ مولوی عبد الکریم کی بابت صحت کے
 الہام تھے۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب کو خود اقرار ہے کہ خدا نے مولوی عبد الکریم کا نام
 بھی لے دیا ہے۔ پھر اس سے زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔

اگر اب بھی نہ وہ سمجھے تو اس بے خدا بچے خدا اس مرزا سے بھی
 نہ دوسرا حصہ کہ کہن میں لپیٹا گیا ۷۷ سال کی عمر وغیرہ۔ سو اس کے متعلق بھی ہم اصل اور
 مجموعہ واقعات پیش کر دیتے ہیں خدا کے فضل سے ہمارے پاس کافی سامان ہے۔
 اسلئے ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے پاس سے کچھ جواب دیں۔ پس بغور سنئے۔ الحکم ار
 میرٹھ ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں یہ الہامات درج ہیں جو سمیعہ تفسیر مرزائی کے ہم نقل کرتے ہیں۔
 لکھا ہے۔

۱۲ ستمبر ۱۹۰۷ء سنیتا بیس سال کی عمر انا اللہ وانا الیہ راجعون اس سے دوسرے دن ۳۰
 ستمبر ۱۹۰۷ء کو ایک شخص کا خط آیا جس میں اپنی بدکاریوں اور غفلتوں پر نہایت افسوس کی
 تحریر کر کے لکھا۔ اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون غایا
 کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط ہمارے آنے والا ہوتا ہے اُس کے معنوں سے پہلے ہی

اطلاع دیا جاتی ہے۔ x x x x متعبر علامہ ان المناہج کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ماہ ایک نیا
ہوا۔ فرمایا معلوم نہیں یہ الہامات کس کے مشفق ہیں؟ (ص ۲۱۷)

مرزا ابوبکر علیہ السلام کے کہ شے خوب غور سے دیکھو کیا فائدہ رہے ہیں۔ مذکورہ بالا
عبارت میں ۷۴ سال والے الہام کی تشریح تو خود حضرت صاحب نے آپ ہی کر دی کہ کتنی نایب
شخص کے حق میں ہے باقی دو کی بابت خود اثر رہے کہ معلوم نہیں کہ یہ کس کے حق میں ہیں
البتہ ایک الہام باقی رہ گیا کہ اس نے اچھا ہونا ہی نہیں سوا اسکا کہیں حوالہ نہیں دیا
کہ کس نے کلمہ اور کب شائع کیا تھا اور اسکا اشارہ کس طرف ہے۔ خدا را اعلم تو
سوچو کہ ایک طرف تو مرزا ابی خود ہی لکھتے ہیں :-

یہ آئینک جبقدر الہامات اور بشرات ہو سکتے ہیں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبد الکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بتا دیا ہے۔ (الحکمۃ تہہ ششمہ ص ۴)

۱۲۸۵

پھر سادہ سی اس کے الہام ہوا کہ "اُس نے اچھا سونہا ہی نہیں" تو کیا تم سمجھتے نہیں کہ ایک ہی واقعہ کی نسبت دو متضاد الہام کیا بنا لارہے ہیں۔ معلوم نہ ہو تو قرآن مجید کا عام اصول کو سمجھ کر کیا ہے۔ غور سے سنو۔!

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

(مطلب) اختلافِ بیانی دلیل ہے کہ یہ کلام خدا کے ماں سے نہیں ہے۔

مرزا کی دوستوں اور ہم ایک لطیف تفسیر ان الہاموں کی لکھو سنائیں۔ مگر خدا کا
قصد دل کو کدورات سے صاف کر کے سننا۔ انہی الہامات کی تفسیر مرزا صاحب خود فرماتے
ہیں تو جہ سے سنو! اوٹیر حکم لکھنا ہے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ائمہ متبہرہ کے درمیان صاحب نے فرمایا

کہ مجھے بہت ہی فکر تھا کہ بعض الہامات ان میں متوش تھے۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے

دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچھے ہو جاتے ہیں۔

جنانچہ ان الہامات کی ترتیب اقتدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اذا

جاء افواج وسم من السماء اور کفن میں لپیٹا گیا (وہاں المناہلہ الخلیفہ سہ ماہیہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا و قدر کو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے وہ بلا کر دیا) (یعنی مولوی عبدالکیم اب نہیں مر گیا)

۱۔ رنمبر ناز صبح کے وقت روایا ایک جگہ ایک بڑی جلی ہے اس کے آگے ایک بڑا چوڑا ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اس پر مولوی عبدالکیم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پر بیٹھے ہیں اس جگہ میرے پانچ چار اور دوست ہیں جو ہر وقت اسی فکر میں ہیں۔ بیٹے کہا مولوی صاحب میں آپ کو آپکی صحت کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پھر میں نو بڑا اور میرے ساتھ کے دوست بھی دو پرٹے اور مولوی صاحب بھی دو پرٹے۔ پھر میں نے کہا دعا کرو اور دعا میں شین و غیرہ سورہ فاتحہ پڑھی۔ فرمایا اس خواب کے تمام اجزاء مولوی صاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہیں۔ سورہ فاتحہ پڑھنے کی بغیر بھی یہ ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکھے جو اس کو فخر کرنے والا ہو اور فرمایا جو اللہ خواہ میں پڑھتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱۲ نومبر ۱۳۵۳ء)

تاثرین انبورا خطہ فرمائیے کہ مرزا صاحب جن الہامات کو خود ایک جگہ بلا تعین لکھ چکے ہیں اور دوسری جگہ ان کو نقد بر مستر و تملک چکے ہیں پھر کس قدر جرات ہے کہ انہی الہامات کو مولوی عبدالکیم کی موت پر پیش کر کے اپنے تمام سابقہ نوشتوں پر پانی پھیرتے ہیں۔

خیر تو یہ ہوا اوقات کا اظہار۔ اب سینے اسکا تھم۔

مرزا صاحب اور ان کے متعقیدین بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں کہ مرزا جی کی دعا رو نہیں ہوتی اور اسی کو وہ اپنے سبب جرات میں اول نمبر پر پیش کر لیا کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

”مجھے بارہ خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔“

تراتی القلوب نمبر ۷۷ مورخہ ۵ نومبر ۱۳۵۹ء

اس اصول سے ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ معجزہ بھی مسیلمہ کذاب کے معجزہ کے ہموزن معلوم ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ مسیلمہ کسی کاٹنے کو دم کرتا تھا تو وہ اندھا ہو جاتا تھا۔ وہی کیفیت ہم مرزا صاحب کی دعاؤں کی دیکھتے ہیں۔ اذیہ احکم لکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے اُس دن سے کہ مولوی عبدالکریم صاحب پر عمل جبرامی کیا گیا رات کا سونا ترسنا آرام ہو گیا۔ اوصافیکہ جوٹ لگنے اور بہت سا خرچ نکالنے کی وجہ سے حضرت اقدس کو تکلیف تھی اور دورانِ سر کی بیماری کی شکایت تھی لیکن یہ کریم النفس وجود ساری رات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے دعاؤں میں لگا رہا۔ یہ ہمدردی اور ایثار ہر شخص میں نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور امور میں ہی کی یہ نشان ہے کہ اپنی تکالیف کو بھی دوسروں کی تکلیف کے مقابل میں بھول جاتے ہیں اور نہ صرف بھول جاتے ہیں بلکہ قریب بہرت پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اُن کے دل میں کسی بندہ کے لئے خاص طور پر مضطرب اور قلق کا پیدا ہونا خود اُس بندہ کی غفلت اور وقعت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت اقدسؒ کا خلف منب سے آرزو شہید دعاؤں میں مصروف رہے۔ اور اس اثنا میں مولوی صاحب مدوح کے دروازہ پر آکر حال بھی پوچھا ساری دنیا سوتی تھی۔ مگر یہ خدا کا جری جاگتا تھا اپنے لئے نہیں اپنی اولاد کو لئے نہیں اپنے کسی ذاتی مقصد کے لئے نہیں صرف اسلئے کہ تاہم و کریم مولا کے حضور پہنچو ایک مخلص کی شفاعت کے لئے دعا کرے۔

فرمایا اپنے ہر چند چاہ کہ دو چار منٹ کے لئے ہی سو جاؤں۔ مگر میں جانتا ہی نہیں کہ نیند کہاں چلی گئی۔ یہ باتیں آپ نے ایک روز صبح کو بیان فرمائیں بعض خدمتِ مرے عرض کی کہ حضور اس وقت جاگ کر آرام کر لیں۔ فرمایا یہ اپنے امتیاز میں تو نہیں میں کیونکر آرام کر سکتا ہوں جب کہ میرے دروازہ پر ہائے دے کی آواز آرہی ہے۔ میں تو اُس قلق اور کرب کو جو مولوی صاحب کو ہوا دیکھ بھی نہیں سکتا۔ اسلئے میں اوپر نہیں گیا۔ (۱۳) اگر تھوڑا سا

ان حضرت کی دعاؤں کے علاوہ اصحاب بنائے بھی دعاؤں میں شریک تھے۔ دیکھو احکم

۔ ستمبر ۱۹۰۷ء کا لم ۴ یہاں تک کہ اڈیٹر احکم لکھتا ہے :-

مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے جو دعائیں کجائی میں جب لکھا لکھا گئے تھے ظاہر ہو گا۔ تو ہماری جماعت کی معرفت اور امید زیادہ ہو جائیگی۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء

لیکن ہم بڑے افسوس سے کہتے ہیں کہ جب ان دعاؤں کا نتیجہ وہی نکلا جو استاد

مومن خاں مرحوم نے کہا ہے ۔
 ۱۔ مانگا کریں گے اب سے دعا ہے بیمار کی ۔ آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
 تو ساری جماعت نے انھیں اور کان بند کر لئے اور ایسے سوئے کہ گوئی "مردہ اندہ"
 آج میں ہم اڈیٹر المحکم کا ایک قول نقل کر کے اس سے ایک سوال کرتے ہیں ۔ اڈیٹر مذکور
 لکھتا ہے :-

۲۔ بہادر اہلباغ ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا اس بیماری سے جاں بڑھ جانا ایک
 عظیم الشان نشان ہو گا ۔ جو سچ و حیا موتی ہو گا ۔ خدا کرے ہم اسکو بہت جلد دیکھیں ۔
 (۳۔ ستمبر ۱۹۱۵ء ص ۱۸۱ کا قلم)

سوال یہ ہے کہ ان دعاؤں کا اثر تو جو ہر اتمام ہیکل نے دیکھ لیا اب بتاؤ احیاء موتی
 کی بجائے جو ماتمت احیاء ہوا اس سے تمہارے ایمان میں ترقی ہوئی یا متزلزل؟ ایمان
 سے سچ کہنا کہ یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

زندوں کے رنے کو بے سبب اڑا رہے

مرزا کی دوستوں انسان سے کہنا مرزا جی کے سوال کا جواب ہم نے پورا دیا ہے نہیں؟
 میری دل کو دیکھ کر میری دنا کو دیکھ کر ۔ ہندو پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر
 علیحدت خود یا ان کا کوئی حریفان حوالجات کو غلط ثابت کر دے تو مبلغ پانسو کے مستحق
 ہونگے ۔ کیا کوئی ہے جو سامنے آئے

اولاد الہی فحشونی بمنزلہ ۔ اذا جمعتنا یا جبر الہیامع

نست

{ امرتہ

{ الالوف
 شہداء اللہ

مولوی نواز صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

یہ استہوار کوئی معمول نہیں۔ بلکہ بڑا غور طلب ہے۔ کیونکہ یہ مرزا صاحب کی طرف سے آخری فیصلہ ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - تَحْمِیْدًا وَفَضْلًا عَلٰی سُوْلِهِ الْکَرِیْمِ - یَسْمَعُونَ نَا اَحَقُّ هُوَ قُلْ اِنِّیْ وَهَابِیْ اِنَّ لَّیْ کُلِّیْ

خدمت مولوی نواز صاحب السلام علی من اتبع الهدی دست آپ کے پرچہ اہل بیت میں میری نگہ بندی اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھ کو آپ پرچہ میں پرچہ میں دو دو کتاب دجال مفسد کو نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتی ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری کتاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا سرسرا فترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق بھیلائے کیونکہ امور ہوں مادر آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آئیسے روکتی ہیں اور مجھے ان کالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ میں ہی بڑھک کوئی لفظ سمجھتا نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے سر پرچہ میں مجھ کو یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ دولت حسرت کیساتھ پڑا شدہ دشمنوں کی زندگی میں ہی کام لاکھتا ہے جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے کلام اور مخاطب سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق نگہ بین کی سزا سے نہیں چپکنے کو پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، پھیپھہ وغیرہ ہلاکت بیا رہا ہے میری زندگی ہی میں وارد نہیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض خدا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اس میرے مالک

بصیرت قدیر جو علیہم خمیری جو میر دل کو حالات واقف ہو اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہو تو کیا محض میر نفس
 کا افترا کہ اور عین تیری نظر میں کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اسے میرے پیارے
 مالک میں عاجزی و تیری جناب میں عاکرنا ہوں کہ مولوی شہداء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھ کو ہلاک کر
 اور میری موت کا انکار اور انکی جماعت کو خوش کر دو آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر
 مولوی شہداء ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں لیکن عاجزی و تیری جناب میں عاکرنا ہوں
 کہ میری زندگی میں ہی انکو نابود کر دے مگر نہ انسانی ہمتوں سے بلکہ طاعون مہیضہ وغیرہ امراض ہلکے سے
 بجز جس رس کے کہ وہ کھلی طور پر میرے روبرو اور میری خدمت کے سامنے ان تمام گامیوں اور بد بانیوں سے
 کر کے جنگو وہ فرض منصبی مجھ پر ہمیشہ مجھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کو اچھے سے بہت
 ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ انکی بد بانی جس قدر گزرتی وہ مجھ کو ان چروں اور
 ڈاکوؤں سے ہی بڑھ جاتی ہیں جنگو وہ خود نیا کیلئے سخت نقصان سنا ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں
 اور بد بانیوں میں کینٹ لا لٹھ مار لیتے آتے یہ عالم ہے کہ میری عمل بندگی اور تمام دنیا سے مجھ پر کچھ
 آیا۔ اور دور دور ملکوں میں میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھکانہ دار اور کذاب
 اور فتنہ گردی و نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسی کلمات حق کو طالعوں کے بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں کو صبر
 کرتا مگر عین دیکھتا ہوں کہ مولوی شہداء انہی تہمتوں کے ذریعہ میری سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس حالت کو
 منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میری آقا اور سر بھیجے والے اپنے اچھے سے بنائی ہے۔ اسلامیہ میں تیری ہی تقدیر
 رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ پر یہ شہداء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری
 نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسلی اور نہایت سخت
 آفت میں گم ہو سکے برابر ہو سب کا کہ اے میرے پیارے مالک نے ایسا ہی کرتا میں تم آمین۔ ہر بنا افتخار دنیا و دیر قیامت
 بالحق وانت خیر المفاضلین آمین۔ بالآخر مولوی صاحب اس لئے کہ وہ میرے منہ میں کہ اپنی پرہیز میں چھاپے
 اور جو چاہیں سو کچھ لکھیں ان فیصلہ خدا کا اچھے ہے۔ الموفقہ عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود
 عافاہ اللہ واید۔ در قزوین ۱۵ اپریل ۱۳۲۵ھ

مرقع | اس شہنشاہ کا نتیجہ کیا ہوا ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں آج ہم دونوں (شہداء اللہ اور مرزا) میں کون
 زندہ ہوا اور کون مرے۔ اس شہنشاہ کے منتقلی کے ساتھ میرا بھی مباحثہ ہوا تھا جسکی مفصل روایت رسالہ کیست
 میں ملے گی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 قادیانیوں کے خلاف
 قادیانیوں کے خلاف
 قادیانیوں کے خلاف

کتابخانہ عالی مدرسہ کی مشہور و معروف و نئی نئی فہرست

<p>جلد چہارم نہ تاسورہ نکل ۱۲۷۔ پارہ قیمت ۵۰</p> <p>جلد پنجم۔ تاسورہ فرقان ۱۲۸۔</p> <p>جلد ششم۔ تاسورہ یسین ۱۲۹۔</p> <p>چھ جلدوں کو ایک ساتھ خریدار سے معقول قیمت</p> <p>تقابل تلاش۔ تورات نبیل اور قرآن کا</p> <p>مقابلہ۔ قرآن مجید کی تفصیل کا ثبوت عیسائیوں</p> <p>کی بحث کا لفظی فیصلہ۔ قیمت مع حصول</p> <p>ڈاک صرف ایک روپیہ۔</p> <p>اجہاد و تقلید۔ اس کتاب میں اجتہاد و تقلید</p> <p>پر عالم بحث کی گئی ہے۔ قابل دید کتاب ہے</p> <p>قیمت صرف ۴۔</p> <p>القرآن العظیم۔ قرآن مجید کے الہامی</p> <p>ہونیکا ثبوت۔ ۲۔</p> <p>الہام۔ الہام کی تشیح اور آیوں کا رد۔ ۱۰۔</p> <p>فتوحات اہل بیت۔ بیفکورت۔ ڈیمکورت</p> <p>پنجاب۔ اودہ۔ نیگال اور انگلستان میں اہل بیت</p> <p>کی تائیدیں جو فیصلہ ہوئے۔ اونکو جمع کیا گیا</p> <p>ہے۔ قیمت ۴۔</p> <p>الہامی کتاب۔ ویدا و قرآن کے الہام پر مسلمان</p> <p>اور آریہ عالموں کی بحث۔ ۸۔</p>	<p>تفسیر ثنائی اردو۔ پوری کیفیت اس تفسیر</p> <p>کی لودیکھو سے معلوم ہوتی ہے ہندوستان</p> <p>کے مختلف حصوں میں قبولیت کی نظر سے</p> <p>دیکھی گئی ہے۔ نہایت دلپذیر طرز سے</p> <p>لکھی گئی ہے۔ تفسیر کے دو کالم ہیں۔</p> <p>ایک میں الفاظ قرآنی مع ترجمہ با محاورہ</p> <p>دیے ہیں۔ دوسرے کالم میں ترجمہ کے</p> <p>لفظوں کو تفسیر میں لیکر تشریح کی گئی ہے</p> <p>نیچے حواشی میں مخالفین کے اعتراضات کو</p> <p>جوابات بدلائل عقلیہ و نقلیہ دیئے گئے</p> <p>ہیں۔ ایسوکہ بائید و شائید۔ تفسیر پہلی</p> <p>ایک مقدمہ ہے۔ جس میں کئی ایک پرست</p> <p>دلائل عقلی و نقلی سے آنحضرت کی نبوت</p> <p>کا ثبوت دیا ہے۔ ایسا کہ مخالف کو بھی بجز</p> <p>لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے چارہ</p> <p>نہ ہو۔ تفسیر سات جلدوں میں ہے۔ جنہیں</p> <p>سے چھ جلدیں تیار ہیں۔</p> <p>جلد اول۔ سورہ فاتحہ بقرو قیمت ۵۰</p> <p>جلد دوم۔ سورہ آل عمران ۵۰</p> <p>جلد سوم۔ سورہ ایدہ العالم اعزاء علیہ</p>
--	---

حق پرکاش سنیار تہہ پرکاش متعلقہ

اسلام کا مکمل جواب ۸۔

تہذیب اسلام۔ ہاشم ہر سال آرکے رسالہ

نخل اسلام کا جواب قابل دید۔ ۵۔

تہذیب۔ ہندوؤں کے فرائض ۱۔

جہاں دودھ دودھ اور دیگر آریں کتابوں کے

چاند کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ۲۔

ادب العرب۔ صرف و نحو عربی کو ایسی

آسمان طرز سے لکھ دیا ہے کہ اردو خوان

بلادہ استاد بھی مطلب سمجھ لے اور کامیاب

ہو سکے۔ نامی گرامی علماء نے پسند فرمایا کہ

قیمت صرف ۸۔

خصائل النبی۔ شانل ترمذی کا مجاور

اردو ترجمہ۔ ۱۔

مناظرہ نگینہ مشہور و معروف مناظرہ

جو نگینہ میں آریوں کو پڑھا تھا۔ ۸۔

تغلیب الاسلام۔ بجا تہذیب الاسلام

دہر سال جلد اول ۲۔ جلد دوم ۳۔ جلد

سوم ۳۔ جلد چارم ۳۔ چاروں کی قیمت

علاوہ وصولہ ایک ۸۔

السلام علیکم۔ اسلامی اسلام کے احکام۔

الحدیث کا مذہب۔ فرقہ الحدیث یعنی

محدثین کے مسلک سبیل کا بیان۔ ۴۔

میل و ملاپ۔ اتفاق کا سبق دینے والا

رسالہ۔ ۳۔

اسلامی تاریخ۔ آنحضرت صلیم کی زندگی

کے حالات مبارکہ۔ بچوں کیلئے بہت مفید

کتاب ہے۔ قیمت ۲۔

ہدایت الزوجین۔ نکاح و طلاق کے

مسائل اور بیوی خاوند کے حقوق کا بیان

قیمت ۱۔

بحث ناسخ۔ ناسخ اور مادہ کا ابطال۔

شادی بیوگان اور بیوگ۔ ۱۔

رسوم اسلامیه۔ رسوم فقیر کی تردید۔ ۱۔

صحیفہ محبوبیہ۔ قادیانی رسالہ صحیفہ آصفیہ

کا جواب اور مرزا صاحب کی تردید۔ ۵۔

الہامات مرزا۔ مرزا صاحب قادیانی کے

الہاموں کی تردید مع جواب آئینہ حق نما۔

قابل دید۔ ۶۔

فتح ربانی و درخت قادیانی۔ جہاں ترس کی

کی قیمت۔ قادیانیوں کی فتنہ مبین۔ ۳۔

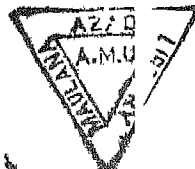
فتح قادیان۔ جہاں دہ کی روئے اور جہاں

سند بالاک کے لئے کاپی: میجر اخبار الحدیث۔ امرتسر (پنجاب)

۴۴۱ ش ۲۹۷

This book was taken from the Library on the
date last stamped. A fine of 1 anna will be
charged for each day the book is kept over
time.

	۴۴۱ ش	۲۹۷
3528 JUL 57		
14 DEC 55		
9 NOV 45		
26 JAN 37		
11 MAR 37		
26 JAN 39		
23 SEP 57		
URDU STACKS		



URDU STACKS

URDU STACKS

۲۹۶
شماره ۴
فصلنامه باقی بماند
۳۳۱ ۳۳۳

D.

Extract from the RULES of the LYTTON UNIVERSITY, MUSLIM ALIGARH.

The under mentioned shall be eligible to take books the Library:-
A. Members of the University teaching staff, including the Librarian.
C. Students on the rolls of the University
D. Other persons wheather connected with the University or not, who have obtained special permission of the Vice-Chancellor on deposit of Rs. 26.

2. The maximum number of books that may be borrowed at any one time is:-
(in Rule 2) { A & B... 15 volumes
 C... 2 volumes
 D... 4 volumes
 E... 2 volumes
 F... 14 days
 G... 14 days
 H... 14 days
 I... 14 days
 J... 14 days
 K... 14 days
 L... 14 days
 M... 14 days
 N... 14 days
 O... 14 days
 P... 14 days
 Q... 14 days
 R... 14 days
 S... 14 days
 T... 14 days
 U... 14 days
 V... 14 days
 W... 14 days
 X... 14 days
 Y... 14 days
 Z... 14 days

4. Books may be retained by:-
[in Rule 2] (A & B... 15 volumes
 C... 2 volumes
 D... 4 volumes
 E... 2 volumes
 F... 14 days
 G... 14 days
 H... 14 days
 I... 14 days
 J... 14 days
 K... 14 days
 L... 14 days
 M... 14 days
 N... 14 days
 O... 14 days
 P... 14 days
 Q... 14 days
 R... 14 days
 S... 14 days
 T... 14 days
 U... 14 days
 V... 14 days
 W... 14 days
 X... 14 days
 Y... 14 days
 Z... 14 days